عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شوال المکرم ۱۴۲۵ھ
دسمبر 2004ء

حضرت مولانا محمد انور کا وصال

تقسیم کشمیر کا فارمولا.....

رواداری یا انتہا پسندی اسوۂ حسنہ سے عملی مثالیں

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت

ماں کا نافرمان

قادیانیوں کا پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ

www.khatm-e-nubuwwat.com

شمارہ نمبر 10 ...... جلد نمبر 39/8

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ نمبر ۱۰ .... جلد نمبر ۸/۳۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرۃ مولانا محمد یوسف بنوریؒ
شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہؒ
حضرۃ مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم
زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ
چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود صاحب مدظلہ
ایڈیٹر: حضرت مولانا مفتی جمیل خان صاحب مدظلہ
سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید صاحب
منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ صاحب

مجلس منتظمہ

- علامہ احمد میاں حمادی
- مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
- مولانا بشیر احمد
- حافظ محمد یوسف عثمانی
- مولانا محمد اکرم طوفانی
- چوہدری محمد اقبال
- مولانا خدا بخش شجاع آبادی
- مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
- مولانا محمد نذر عثمانی
- مولانا محمد علی صدیقی
- مولانا غلام حسین
- مولانا قاضی احسان احمد
- مولانا محمد اسحاق ساقی
- مولانا محمد قاسم رحمانی
- مولانا غلام مصطفےٰ
- مولانا محمد طیب فاروقی
- مولانا فقیر اللہ اختر
- مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود — مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان — مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

تقسیم کشمیر کا فارمولا	صاحبزادہ طارق محمود	3
امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ	ادارہ	8

مقالات ومضامین

اسلام مذہب میں اعتدال......رواداری یا انتہاپسندی	مولانا اکرام اللہ جان	9
حضرت تمیم داری کا واقعہ	مرسلہ: مولانا عبدالستار	14
ماں کا نافرمان	ادارہ	16
پانچ بھائیوں کا مشہور واقعہ	محمد احمد	17

شخصیات

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ	حضرت مولانا اللہ وسایا	21
حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ	، ، ، ،	26
حضرت مولانا محمد انور کا وصال	، ، ، ،	31
حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ	، ، ، ،	34

ردقادیانیت

البیان الرفیع......بیان در مقدمہ بہاول پور	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ	38

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	50
تبصرہ کتب	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

تقسیم کشمیر کا فارمولا!

25 اکتوبر کو اسلام آباد میں وزارت اطلاعات ونشریات کی طرف سے دی جانے والی دعوت افطار کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے صدر مملکت جناب جنرل پرویز مشرف کشمیر کی تقسیم سے متعلق جو تجویز منظر عام پر لائے ہیں اگر چہ وہ کوئی نئی تجویز نہیں۔ کیونکہ ماضی میں کشمیر کی بندر بانٹ کے حوالے سے ایسی تجاویز کی صدائے بازگشت سنی جا چکی ہے۔ تاہم اہل وطن کے لئے مسئلہ کشمیر پر اچانک یوٹرن کی پالیسی اور یکا یک کشمیر کی تقسیم پر رضامندی کا اظہار باعث حیرت ضرور ہے۔ قوم سوچنے پر مجبور ہے کہ نظریاتی سوچ اور اصولی موقف سے دست کش ہو کر ہم خود کشمیر کے حصے بخرے کرنے کی تجاویز بھارتی حکمرانوں کو کیونکر پیش کر رہے ہیں؟۔ کشمیر کو اپنی شہ رگ بھی قرار دیتے ہیں اور ہم اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے جیسی بھیانک تجاویز پر فراخدلی بلکہ دریا دلی کا مظاہرہ بھی کر رہے ہیں۔ آگرہ مذاکرات سے دورہ امریکہ تک زیادہ وقت نہیں گزرا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم ایک اور المناک تاریخ رقم کرنے کے درپے ہیں۔ ایسی قیادت کے لئے نوحہ ہی لکھا جاسکتا ہے جو اہم قومی وملی مسائل کو نظریاتی اساس کی بجائے جغرافیائی حساب سے حل کرنے کی سوچ رکھتی ہو۔ صدر مملکت نے جب کشمیر کی تقسیم کے حوالے سے ممکنہ فارمولے کی وضاحت کی تو وہ غالباً پہلی بار فوجی وردی کے بغیر نظر آئے۔ محسوس ہوتا ہے کہ انہیں یقین ہے کہ پیش کردہ تجویز پر بحث ومباحثہ کے لئے ان کی فراخدلانہ پیشکش کے نتیجہ میں وردی کا ایشو یقیناً پس منظر میں چلا جائے گا۔

ڈیڑھ کروڑ آبادی پر مشتمل 84741 مربع میل علاقے کو کئی حصوں میں تقسیم کرنے کی تجویز غیر متوقع نہیں۔ سراون ڈکسن نے سلامتی کونسل کے نمائندے کی حیثیت سے 1950ء میں پاک بھارت تنازعہ کے حوالے سے جموں وکشمیر کا تفصیلی دورہ کیا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے اسی سال اقوام متحدہ کو ایک رپورٹ پیش کی تھی۔ اسے ڈکسن پلان کا نام دیا گیا تھا۔ اس منصوبے میں ممکنہ حل کے ضمن میں کئی تجاویز پیش کی گئیں۔ انہوں نے ریاست کو چار بڑے زون میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کی اور علاقائی سطح پر ضلع بہ ضلع استصواب رائے کا منصوبہ پیش کیا۔ چار زون وادی کشمیر، لداخ، آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات پر مشتمل تھے۔ اس منصوبے کے تحت جموں اور لداخ پر بھارت کا حق جب کہ آزاد کشمیر اور شمالی علاقہ جات پر پاکستان کا حق تسلیم کیا گیا۔ البتہ وادی میں رہنے والوں کو استصواب رائے کا حق دیا گیا کہ وہ بھارت یا پاکستان جس کے ساتھ چاہیں الحاق کرسکتے ہیں۔ مسٹر ڈکسن نے دوقومی نظریے کی اساس پر دریائے چناب کو بنیاد بنا کر ریاست کو دو واضح حصوں میں تقسیم کرنے کی تجویز بھی پیش کی تھی۔ ڈکسن پلان میں

اقوام متحدہ کو دی جانے والی رپورٹ میں یہ واضح کر دیا گیا تھا کہ بھارتی حکومت ایسی کوئی تجویز قبول نہیں کرے گی جس کی بنیاد پر ترغیب لالچ اور دباؤ سے آزاد و منصفانہ اور غیر جانب دارانہ رائے شماری کا انعقاد ہو۔ مسٹر ڈکسن کا مشاہدہ سچ ثابت ہوا۔ بھارتی قیادت کے طرز عمل میں ذرا برابر بھی فرق نہیں آیا۔ گزشتہ 56 برس سے مسئلہ کشمیر کے حوالے سے پاک بھارت مذاکرات کا سلسلہ وقفہ وقفہ سے جاری رہا۔ نہرو ایوب دور میں مسئلہ کشمیر پر سرکاری سطح پر بات چیت کا آغاز ہوا۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور بھارتی وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ کے درمیان تاریخی مذاکرات ہوئے۔ سابق وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے دور میں بھارتی وزیر اعظم واجپائی لاہور تشریف لائے۔ قبل ازیں سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں بھی باہمی مذاکرات کا دور چلا۔ لیکن پاک بھارت مذاکرات کسی حتمی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔

چند سالوں سے سنا جا رہا تھا کہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے امریکی روڈ میپ تیار ہو چکا ہے اور یہ کہ 2005ء مسئلہ کشمیر کے حل کا سال ہوگا۔ آگرہ میں صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے کشمیر کے مسئلہ پر مضبوط موقف اختیار کیا۔ آخری وقت تک اس پر ڈٹے رہے اور کسی قسم کی لچک کا مظاہرہ نہ دکھایا۔ نتیجتاً وہ ناکام مذاکرات کی صورت میں لوٹے۔ پھر اچانک موسم بدلا۔ بھارت کے ساتھ دوستانہ تعلقات کی بحالی پر جس عجلت پسندی اور بے قرار جذبوں کا مظاہرہ کیا گیا اس پر اہل وطن کی حیرانی فطری امر ہے۔ ''بس دوستی'' سے لے کر کشمیر کی تقسیم پر رضا کارانہ رضامندی تک کے سارے معاملات آخر کس بات کی غمازی کرتے ہیں؟۔ یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں کہ بعض بڑی طاقتوں کی کشمیر میں غیر معمولی دلچسپی کے باعث اس کی تقسیم ناگزیر حقیقت بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اکثر سیاسی رہنماؤں اور تجزیہ نگاروں کا کہنا کہاں تک درست ہے کہ صدر مملکت کے منہ سے نکلی تجویز امریکی روڈ میپ کا حصہ محسوس ہوتی ہے۔ اہل بصیرت کا کہنا ہے کہ امریکی روڈ میپ میں کشمیر کی قسمت کا حال کچھ یوں ہے:

1...... شمالی علاقے اور آزاد کشمیر پاکستان کے حصے میں آئیں گے۔

2...... ہندو ریاستیں کٹھوا ودھم پور، جموں اور لداخ کا بدھ مت علاقہ بھارت کے حصے میں آئے گا۔

3...... وادی کشمیر (300 سے 3500 کلومیٹر علاقہ) کا بھارت اور پاکستان مل کر انتظام چلائیں گے یا پھر اقوام متحدہ کے کنٹرول میں یا کسی اور طریقے سے انتظام چلے گا۔

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف کہہ چکے ہیں کہ اگر پاکستان استصواب رائے کے موقف پر اور بھارت لائن آف کنٹرول پر ڈٹے رہے تو مسئلہ کشمیر آئندہ سو سال تک بھی حل نہیں ہوسکتا۔ ہمارے وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ کچھ لو اور کچھ دو کی پالیسی کے تحت ہی حل ہوسکتا ہے۔ مشرف حکومت کے ایک دل بہار وزیر تو ترنگ میں آ کر کئی بار کہہ چکے ہیں کہ جب تک بھارت کشمیر کے اٹوٹ انگ اور پاکستان کی جانب سے کشمیر کو شہ رگ قرار دینے جیسے دعوؤں سے دست بردار نہیں ہوتے مسئلہ کشمیر کا حل ممکن نہیں۔ ہمیں نہیں بھولنا چاہئے کہ کشمیر کو بانی پاکستان جناب

محمد علی جناح نے شہ رگ قرار دیا تھا۔ اگر ہم نے اپنی شہ رگ کے ٹکڑے کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا تو اسے ظاہر کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق بھارت کنٹرول لائن کو مستقل سرحد تسلیم کرنے کا ذہنی طور پر فیصلہ کر چکا ہے۔ جن کے بارہ میں وثوق سے کہنا اگرچہ مشکل ہے۔ لیکن کیا مجال ہے کہ بھارتی قیادت نے اس کا اظہار کیا ہو۔ صدر مملکت کے تازہ بیان پر نئی دہلی سے بھارتی ردعمل ایک اخباری رپورٹ کے ذریعے معلوم ہوا ہے۔ وہ یہ کہ بھارتی حکومت خاموش ڈپلومیسی پر یقین رکھتی ہے۔ وہ کوئی بات سرعام کہنے کو تیار نہیں۔ معروف بھارتی صحافی کلدیپ نیئر کی کشمیر کے بارے میں تازہ ترین تحریر لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہے کہ:

''اگر بھارتی وزیراعظم کسی بھی معاہدے پر دستخط کر دیں۔ بھارتی کابینہ اس کی توثیق بھی کر دے۔ اس معاہدے کی قبولیت اور منظوری اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک ہماری پارلیمنٹ اس کی منظوری نہیں دے دیتی۔ بھارت میں حکمران کانگریس پارٹی' بی جے پی' یا دیگر سیاسی جماعتوں میں سے ایک بھی ایسی جماعت نہیں جو لائن آف کنٹرول میں کسی ردوبدل پر آمادہ ہو۔ سرحدوں پر آمدورفت آسان بنائی جا سکتی ہے۔ جموں و کشمیر کو زیادہ خودمختاری دی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ کوئی فارمولا' جمہوری اور سیکولر بھارت کے لئے قابل قبول نہیں ہوگا۔''

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بھارت کشمیر کی تقسیم کے لئے تیار ہی نہیں اور نہ ہی بھارت کی طرف سے مسئلہ کشمیر کے حل سے متعلق ابھی تک تجاویز منظر عام پر آئی ہیں تو صدر مملکت کس کمٹمنٹ کے نتیجہ میں کشمیر کی تقسیم کا عندیہ دے رہے ہیں۔ صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے نیویارک میں بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ سے ہونے والی ملاقات کے حوالے سے بتایا کہ بھارتی وزیراعظم نے ان سے کہا کہ وہ مسئلہ کشمیر کے حل کی کوئی قابل عمل تجویز پیش کریں۔ چنانچہ صدر صاحب نے کشمیر کا نقشہ سامنے رکھ کر سوچ بچار کیا۔ ان کے بقول سب سے پہلے کشمیر پر ریجن کی نشاندہی کی جائے۔ پھر اسے غیر فوجی علاقہ قرار دیا جائے اور بالآخر علاقے کا سٹیٹس تبدیل کیا جائے۔ اس فارمولے پر سنجیدگی سے غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ فارمولا امریکی اور بھارتی مفاد کے لئے تو مفید لیکن پاکستان کے لئے نقصان دہ اور کشمیریوں کے لئے مضر ثابت ہوگا۔ اگر کشمیر کے ساتوں ریجنوں میں سے دونوں ممالک کی افواج نکل جائے تو اس بات کی کیا گارنٹی دی جا سکتی ہے کہ اقوام متحدہ کا ادارہ قیام امن کے لئے موثر کردار ادا کر سکے گا۔ اور یہ کہ علاقے میں امریکی فوج کو داخل ہونے سے کون روک سکے گا؟۔ اقوام متحدہ کو تو امریکہ کے زرخرید غلام کی حیثیت حاصل ہے۔ اس پیش کردہ فارمولے کا مقصد علاقے میں امریکہ کی آمد کے لئے پیشگی راہیں ہموار کرنے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ کشمیر جیسے حساس علاقے میں امریکی مداخلت کے نتیجہ میں چین سے ہمارے تعلقات متاثر ہونے کا احتمال ہوگا۔ چین سے ملحقہ کشمیری علاقوں میں اقوام متحدہ کے نام پر امریکی جاسوسی تنصیبات کا قیام پورے علاقہ کے امن کے لئے خطرہ کا باعث بن سکتا ہے۔ اس طرح پاکستان کو دوہرے نقصان کا احتمال ہے۔ شاہراہ قراقرم بھی غیروں کے قبضہ میں چلی جائے گی اور بھاشہ ڈیم کا خواب بھی شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

مسئلہ کشمیر صرف بھارت اور پاکستان کا مسئلہ نہیں بلکہ خالصتاً کشمیریوں کا مسئلہ ہے۔ انہیں اپنی قسمت کا

فیصلہ کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے۔ یہ حق انہیں اقوام متحدہ کے ذریعہ پوری عالمی برادری نے دیا ہے۔ سلامتی کونسل کی قرارداد کے مطابق جس میں امریکہ و برطانیہ بھی شامل ہیں کشمیری عوام کو استصواب رائے کا حق دیا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے پاکستان یا بھارت جس کے ساتھ چاہیں الحاق کر سکتے ہیں۔ آج ہم اقوام متحدہ کی اس قرارداد سے بھی دستبردار ہونے کو تیار ہیں۔ ہم نے لائن آف کنٹرول پر سیز فائر کر کے بھارت کو سرحدی پریشانی سے بھی آزاد کر دیا ہے۔ بھارت نے آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کے درمیان باڑھ لگادی۔ ہم نے اس پر احتجاج تک کرنا پسند نہیں کیا۔ ہم نے رضاکارانہ طور پر سرحدوں سے فوج واپس بلائی ہے۔ لیکن بھارت نے جواباً خیر سگالی کے طور پر ایک فوجی کو بھی واپس نہیں بلایا۔ ہم نے بھارت کے کہنے پر جہاد کشمیر کو دراندازی کرتے ہوئے اپنا نیٹ ورک ہی ختم کر ڈالا ہے۔ جس کے ذریعہ بھارت کو نفسیاتی طور پر دباؤ میں رکھا جا سکتا تھا۔ بھارت کو تمام تر دباؤ سے آزاد کر کے ہم کس بل بوتے پر اسے مسئلہ کشمیر کے حل پر آمادہ کر سکتے ہیں؟۔ بھارت پاکستان سے پانچ گنا بڑا ملک ہے۔ مسئلہ کشمیر کے حل میں بڑی طاقتوں کی مداخلت اور سفارت کاری کی صورت میں بھارت کی نسبت پاکستان سے بات منوانا آسان ہے۔ امریکی اطاعت گزاری کے سابقہ ریکارڈ کی روشنی میں ہم کیونکر حکم عدولی کے مرتکب ہو سکتے ہیں؟۔ دوقومی نظریہ' اسلامی تشخص اور اقوام متحدہ کی قراردادوں کی بنیاد پر پاکستان مسئلہ کشمیر میں فریق کی حیثیت رکھتا ہے۔ 80 ہزار انسانوں کے خون کا نذرانہ دینے والی قوم کی خواہشات کو نظرانداز کر کے مسئلہ کشمیر کا حل غیر منصفانہ اور قطعی ناپائیدار ہوگا۔

ایک عالم دین کی شہادت! ایک مبلغ ختم نبوت کی شہادت!

ایک بے باک صحافی کی شہادت! ایک محبّ وطن پاکستانی کی شہادت!

لسانیت اور قومیت سے ہٹ کر ایک محبتیں بانٹنے والی شخصیت کی شہادت!

یہ تمام صفات حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ میں جمع تھیں۔ جن کو 24 شعبان المعظم 1425ھ مطابق 9 اکتوبر 2004ء بروز ہفتہ ان کے ایک ساتھی حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہید کے ساتھ کراچی میں ان کے گھر کے سامنے شہید کر دیا گیا۔

اہل کراچی' علمائے دین' مبلغین ختم نبوت' صحافی برادری اور محب وطن پاکستانی یہ سوال کرتے ہیں کہ آخر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کو کس جرم میں شہید کیا گیا؟۔

کیا ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے نہ صرف کراچی بلکہ پورے ملک میں ہر قسم کی گروہی سیاست' فرقہ واریت' لسانیت اور قومیت سے بالاتر ہو کر دین' وطن' تعلیم اور صحافت کی بے لوث خدمت کی۔ جنہوں نے کراچی سے گلگت تک تعلیمی اداروں کے قیام کے ذریعہ اس ملک پاکستان کے شہریوں کو علم وعمل کی روشنی دکھلائی۔

جس نے عقیدہ ختم نبوت کی پاسداری کے لئے کئی مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت لیں اور بالآخر اپنی جان بھی دے دی۔

اہل پاکستان یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کی شہادت سے قبل جناب ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ حضرت مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ (خطیب جامع مسجد اسلام آباد)' حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید کے قاتلوں کو کیوں گرفتار نہیں کیا گیا؟۔

ان کے قتل کے ماسٹر مائنڈ کیوں آزاد گھوم رہے ہیں

کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ: ان کو ظالم حکمرانوں کی سرپرستی حاصل ہے

کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ: ان کو لسانیت اور قومیت کا پرچار کرنے والوں کی سرپرستی حاصل ہے

کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ: ان کو قادیانیوں کی سرپرستی حاصل ہے

کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ: ان کو فرقہ واریت کا پرچار کرنے والوں کا تعاون حاصل ہے

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کی شہادت کے واقعہ کی ایف آئی آر احتجاجاً درج نہیں کرائی گئی۔ صوبائی اور مرکزی حکام بشمول گورنر' وزیر اعلیٰ سندھ' وزیر اعظم پاکستان کی تعزیت قبول کرنے سے انکار کر دیا گیا کہ ہم مگرمچھ کے آنسو نہیں چاہتے۔ ان کی حقیقی تعزیت یہ ہے کہ وہ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ اور ان کے ساتھ ساتھ اس سے قبل شہید ہونے والے تمام علمائے کرام کے قاتلوں اور ان کے قتل کی منصوبہ بندی کرنے والوں کو منظر عام پر لائیں اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں۔

جو لوگ دہلیز پر انصاف پہنچانے کا وعدہ کرتے ہیں ان سے آج شہداء کے لواحقین' متعلقین' علماء' صحافی' ماہرین تعلیم' اساتذہ اور طلباء و طالبات انصاف مانگتے ہیں؟۔ ہم سوال کرتے ہیں کہ کسی عالم' ماہر تعلیم' صحافی اور محب وطن کو شہید کرنا دہشت گردی نہیں ہے؟۔

دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے پہلے ان دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں جو پر امن شہریوں کو اور اتحاد بین المسلمین کی دعوت دینے والوں کو شہید کر رہے ہیں۔

تم نے آرائش گلستان کے لئے ہم سے کچھ خون مانگا تھا مدت ہوئی

تم سے خیرات تو ہم نہیں مانگتے' ہم کو اس کا خون بہا چاہئے

پاکستان کے علماء اور طلباء و طالبات عوام کی عدالت میں آ گئے ہیں۔ ہم اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ ظالم حکمرانو! نا اہل انتظامیہ! اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ یاد رکھو! مظلوم کی دعا براہ راست عرش الٰہی تک پہنچتی ہے۔ اللہ کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ اس کی لاٹھی بے آواز ہے۔ شہیدوں کے خون سے جہاں چراغ جلیں گے وہاں ظالم حکمرانوں اور نا اہل انتظامیہ کے گھر بھی خاکستر ہو جائیں گے۔ منجانب: علمائے پاکستان!

مسلمانوں کا اقلیتوں کے ساتھ سلوک تعصب پر مبنی رپورٹ

صدر جنرل پرویز مشرف نے امریکی محکمہ خارجہ کی طرف سے پاکستان میں اقلیتوں اور مذہبی حلقوں کے بارے میں جاری ہونے والی رپورٹ کو مسترد کر دیا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ معاندانہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس رپورٹ کو مسترد کرتا ہوں۔ پاکستان میں اقلیتوں کا مکمل تحفظ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے شبہ ظاہر کیا کہ ممکن ہے اس رپورٹ میں قانون توہین رسالت ﷺ کی بناء پر مسلمانوں کو معتوب کیا جارہا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس قانون کا ہمیں از سر نو جائزہ لینا چاہئے۔

مغربی ممالک طویل عرصہ سے پاکستان میں اقلیتوں کے بارے میں ایسا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ پاکستان میں جو اقلیتیں اپنے آپ کو غیر مسلم تصور کرتی ہیں وہ عیسائی ہوں' ہندو' سکھ' پارسی یا جو بھی ہوں انہیں کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوا۔ اگر کہیں ایسا ہوا بھی تو حکومت اور دیگر سربرآوردہ لوگ فوری طور پر ان مسائل کو حل کرنے کے لئے سامنے آجاتے ہیں۔ پاکستان میں مسیحی اقلیت کے اتنے بڑے بڑے اور بے شمار گرجا گھر اور سکول ہر شہر اور علاقے میں نظر آتے ہیں۔ ان کی مذہبی سرگرمیاں بہت جارحانہ ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو اپنے دین پر اس قدر اعتماد ہے کہ انہوں نے کبھی ان سے تعرض نہیں کیا۔ اس طرح سکھوں' ہندوؤں' پارسیوں' بہائیوں اور دیگر مذاہب کے لوگ اپنے تہواروں اور مقدس مقامات پر اجتماعات کرتے ہیں۔ مسلمان اس سلسلہ میں ان کی مدد کرتے ہیں۔

البتہ پاکستان میں ایک اقلیت ہے جو پاکستان کے مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دیتی ہے اور خود کو مسلمان کہتی ہے۔ یہ قادیانی اقلیت ہے جو ساری دنیا میں پاکستان کے مسلمانوں کے خلاف مسلسل زہریلے پروپیگنڈہ میں مصروف ہے۔ ان کا اپنا عالم یہ ہے کہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے سر ظفر اللہ خان قادیانی کو پاکستان کی پہلی کابینہ میں وزیر خارجہ مقرر کیا تھا اور جب بابائے قوم کا انتقال ہوا تو سر ظفر اللہ خان قادیانی نے ان کا نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ مجھے ایک مسلم حکومت کا غیر مسلم یا غیر مسلم حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں۔ امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ بھی شاید ایسے ہی افراد کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر مرتب کی گئی ہو۔ ایک طرف یہ رپورٹ ہے جسے صدر جنرل پرویز مشرف نے بجا طور پر مسترد کر دیا ہے۔ دوسری طرف امریکی اور مغربی قوتیں صدر جنرل پرویز مشرف کو ایسی رپورٹوں کی بناء پر بلیک میل کر رہی ہیں۔ ایسی رپورٹیں ہمارے ملک میں موجود قادیانیوں کی قائم کردہ این جی اوز بنا کر امریکی اداروں کو بھیجتی ہیں اور قادیانی تنظیم عالمی سطح پر مسلمانوں کے ساتھ اپنی دشمنی نبھاتی ہے اور جہاں تک توہین رسالت ﷺ کے قانون کا تعلق ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس میں صرف رسول اکرم ﷺ کے لئے ہی نہیں تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی عزت وعصمت کی حفاظت کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہ قانون مکمل ہے۔ اس پر نظر ثانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ (رپورٹ روزنامہ نوائے وقت ملتان 18 ستمبر 2004ء)

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر ...... اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

آخری قسط!

اسلام مذہب میں اعتدال...... ورواداری یا انتہا پسندی

ڈاکٹر اکرام اللہ جان قاسمی

۞ ...... رسول اکرم ﷺ کی آخر عمر میں عرب کا ایک ایک قبیلہ اسلام کے پرچم تلے جمع ہونا شروع ہوا۔ اگر کسی قبیلہ نے آخر دم تک سرتابی کی ہے تو وہ بنوحنیفہ کا قبیلہ تھا۔ جس میں مشہور مدعی نبوت مسیلمہ کذاب ہوگزرا ہے۔ ثمامہ اس قبیلے کا ایک رئیس تھا۔ اتفاق سے وہ مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔ گرفتار ہوکر مدینہ آیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ مسجد تشریف لے گئے۔ اس سے دریافت کیا کہ کیا کہتے ہو؟۔ اس نے جواب دیا کہ اے محمد ﷺ! اگر مجھے قتل کرو گے تو ایک خونی سے انتقام لے لوگے اور اگر احسان و کرم کرو گے تو ایک شکرگزار پر احسان کرلو گے۔ اور اگر فدیہ کی رقم چاہئے تو آپ ﷺ مانگیں۔ میں دوں گا۔ یہ سن کر آپ ﷺ خاموش رہے۔ دوسرے دن بھی یہی تقریر ہوئی۔ تیسرے دن بھی جب یہی سوال و جواب ہوا۔ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ ثمامہ کی رسی کھول دو اور اسے آزاد کردو۔ ثمامہ پر اس خلاف توقع لطف و احسان کا یہ اثر ہوا کہ قریب ایک درخت کی آڑ میں جاکر غسل کیا اور مسجد میں واپس آکر آپ ﷺ کے سامنے کلمہ تشہد بہ آواز بلند پڑھا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! دنیا میں کوئی شخص مجھے آپ ﷺ سے زیادہ مبغوض نہیں تھا۔ اب دنیا میں کوئی شخص آپ ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں۔ اس سے قبل کوئی مذہب آپ ﷺ کے مذہب سے زیادہ میری آنکھوں میں ناپسند نہیں تھا۔ اب یہی مذہب سب سے زیادہ پیارا ہے۔ کوئی شہر آپ ﷺ کے شہر سے زیادہ برا نہیں تھا۔ اب وہی شہر سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

۞ ...... مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کا رئیس یہی ثمامہ تھا۔ جب مسلمان ہوکر اپنے علاقے میں پہنچا تو حکم دیا کہ اہل مکہ پر غلہ بند کردیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے آنحضرت ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو ستایا ہے اور اب بھی مستقل طور پر ان کے درپے آزار رہتے ہیں۔ اس بندش سے مکہ میں قحط کا سماں بندھ گیا اور اہل مکہ بھوک سے بلبلا اٹھے۔ آخر قریش اور مشرکین مکہ نے مجبور ہوکر آنحضرت ﷺ کے دربار کا رخ کیا۔ تاکہ ثمامہ سے سفارش کردیں کہ وہ غلہ کی ترسیل بحال کردے۔ یہ وہی مشرکین مکہ تھے۔ جنہوں نے تیرہ سال مکہ میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ کو اذیتیں دی تھیں۔ تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور کر کے ان کا سوشل بائیکاٹ کرچکے تھے۔ بدر و اُحد کی لڑائیاں ان کے ساتھ لڑی گئی تھیں۔ مگر پیغمبر رحمت ﷺ کا آستانہ رحمت تھا۔ بھلا اس سے سائل کہاں محروم جاسکتا تھا۔ چاہے وہ کافر، مشرک اور دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ آپ ﷺ نے ثمامہ کو کہلا بھیجا کہ اہل مکہ سے غلہ کی بندش اٹھا

لو اور حسب سابق غلہ کی ترسیل جاری رکھو۔ بس پر غلہ کی بندش اٹھالی گئی اور اہل مکہ کو پھر سے غلہ ملنے لگا۔

❁...... تاریخ انسانی میں فتح مکہ انسانی رواداری، صبر و تحمل، برداشت اور وسیع القلبی کی وہ لازوال اور عدیم النظیر روشن مثال ہے جس کا عشر عشیر بھی تاریخ عالم کے معلمین اخلاق کی عملی زندگی میں نظر نہیں آتا۔ اس دن مکہ کے تمام ظالم و جابر کفار و مشرکین سامنے بے بس اور گردن جھکائے کھڑے تھے۔ وہ سب تھر تھر کانپ رہے تھے۔ ان کو اپنی موت سامنے نظر آرہی تھی۔ آج رب کائنات نے ان تمام کو پیغمبر رحمت ﷺ کے قبضہ میں دے دیا تھا۔ چاہتے تو چشم زدن میں سب کی گردنیں کٹوا کر سابقہ ظلموں کا بدلہ لے لیتے۔ اس حالت میں پیغمبر رحمت ﷺ کی آواز اٹھی کہ: ''تمہیں معلوم ہے میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟'' سب نے جواب میں کہا کہ: ''آپ ﷺ کریم بھائی کے کریم بیٹے ہیں۔ اور ہم آپ ﷺ کی طرف سے رحم و احسان کے امیدوار ہیں۔'' پھر کیا تھا؟۔ دریائے رحمت امنڈ آیا اور اہل مکہ کی ظلموں بھری تاریخ کو بہا کر لے گیا۔

فرمایا کہ: ''لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقا۔'' ...... ''آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

یورپ کے ایک بڑے دانشور ارتھر گلیمن محسن انسانیت، پیغمبر رحمت حضرت محمد ﷺ کی فتح مکہ کے موقع پر اس مثالی مذہبی رواداری اور عام معافی کے عملی مظاہرہ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتا ہے:

''فتح مکہ کے موقع پر یہ بات ان کے حق میں کی جائے گی کہ اس وقت جب کہ اہل مکہ کے ماضی کی انتہائی ظالمانہ سلوک پر انہیں جتنا بھی طیش آتا۔ کم تھا اور ان کے انتقام کی آگ بھڑکانے کے لئے کافی تھا۔ مگر آپ ﷺ نے اپنے لشکر و سپاہ کو ہر قسم کے خون خرابے سے روکا اور اپنے اللہ کے ساتھ بندگی اور اطاعت کا مظاہرہ کیا............ دوسرے فاتحین کے وحشیانہ طرز عمل کے مقابلہ میں اسے انتہاء درجہ کی شرافت و انسانیت سے تعبیر کیا جائے گا۔ مثلاً صلیبیوں کے مظالم ۱۰۹۹ء میں فتح یروشلم کے موقع پر انہوں نے ستر ہزار سے زائد مسلمان عورتوں اور بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ یا وہ انگریز فوج جس نے صلیب کے زیر سایہ لڑتے ہوئے ۱۸۷۴ء میں افریقہ کے سنہری ساحل پر ایک شہر کو نذر آتش کر ڈالا............ محمد ﷺ کی فتح درحقیقت دنیا کی فتح تھی۔ سیاست کی فتح تھی۔ انہوں نے ذاتی مفاد کی ہر علامت کو مٹا ڈالا اور ظالمانہ نظام سلطنت کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ اور جب قریش کے مغرور و متکبر سردار عاجزانہ گردنیں جھکائے ہوئے مجرموں کی طرح کھڑے تھے۔ تو محمد ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہیں مجھ سے کیا توقع ہے؟:

''رحم!...... اے سخی و فیاض بھائی رحم!'' وہ بولے............ ارشاد ہوا کہ: ''جاؤ۔ تم سب آزاد ہو۔''

❁...... ہجرت سے قبل یثرب (مدینہ) میں اوس و خزرج کے دو دشمن قبیلوں کے علاوہ یہود کے مختلف قبائل اور دیگر مشرکین آباد تھے۔ گویا مدینہ مختلف عقائد، قبائل اور نسلوں کی آماجگاہ تھا۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے ان تمام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا اور اس اتحاد و اتفاق کو قائم رکھنے کے لئے دنیا کا پہلا تحریری دستور وجود میں آیا۔

جس پر تمام باشندگان مدینہ کا اتفاق ہوا۔ اور اس کی رو سے آپ ﷺ کو مدینہ کی پہلی اسلامی ریاست کا سربراہ تسلیم کیا گیا۔ یوں مدینہ میں ایک مختلف الخیال عناصر پر مشتمل ایسا معاشرہ وجود میں آیا جس میں میثاق مدینہ کی وجہ سے یہود، انصار، مہاجرین اور دوسرے قبائل ایک تنظیمی اتحاد میں شامل ہو گئے اور سب ایک دوسرے کے وجود کا اعتراف کرنے لگے۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب ''عہد نبوی میں نظام حکمرانی'' کے مطابق میثاق مدینہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے۔ یہ تاریخ ساز میثاق دو حصوں میں تقسیم ہے۔ پہلے حصہ میں ۲۳ اور دوسرے میں ۲۴ دفعات شامل ہیں۔ پہلا حصہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات، حقوق و فرائض کی نشان دہی کرتا ہے۔ جبکہ دوسرا حصہ اہل اسلام اور دیگر اہل مدینہ کے باہمی تعلقات' حقوق و فرائض اور دیگر امور کی وضاحت کرتا ہے۔ ایک دفعہ کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''مسلمانوں کے لئے مسلمان کا دین اور یہودیوں کے لئے یہودیوں کا دین ہے۔'' یعنی مدینہ میں جتنے بھی لوگ بستے تھے ان کو دینی، عدالتی اور قانونی آزادی کا اختیار دلایا گیا تھا۔ تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کر لیجئے۔ اس سے بڑھ کر مفاہمت بین المذاہب کا وسیع عملی مظاہرہ دیکھنا کہاں نصیب ہوگا؟۔

عرب محقق اور سیرت نگار محمد حسین ہیکل ''حیات محمد ﷺ'' میں میثاق مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ وہ تحریری معاہدہ ہے جس کی بدولت حضرت محمد ﷺ نے آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسا ضابطہ انسانی معاشرہ میں قائم کیا جس سے شرکاء معاہدہ میں ہر گروہ اور ہر فرد کو اپنے اپنے عقیدہ و مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہوا۔ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہوئی۔ اموال کو تحفظ ملا اور شہر امن کا گہوارہ بنا۔

❁...... رسول اکرم ﷺ غیر مسلموں کو مسجد میں ٹھہراتے۔ ان کو ان کے طریقہ پر مسجد میں عبادت کرنے کی اجازت دیتے۔ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا وفد مدینہ آیا۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوا۔ اس وقت ان کی نماز کا وقت آ گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے مسجد ہی میں نماز شروع کر دی۔ بعض مسلمانوں نے روکنا چاہا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے ان کو منع کر دیا اور فرمایا نماز پڑھ لینے دو۔ چنانچہ عیسائیوں نے مسجد نبوی کے اندر اپنے طرز پر نماز پڑھی۔

❁...... ایک بار ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا۔ جنازہ آپ ﷺ کے سامنے آیا تو آپ ﷺ احترام آدمیت کی خاطر کھڑے ہو گئے۔

❁...... اعتدال اور درمیانہ روی کے حوالہ سے اسلام کو دیگر مذاہب میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے نہ صرف دنیاوی امور میں بلکہ دینی امور میں بھی اعتدال اپنانے کا حکم فرمایا ہے۔ ایک بار تین صحابہ کرامؓ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ عبادات کے بارے میں جاننا چاہتے تھے کہ کس قدر عبادت کریں۔ ایک نے کہا کہ میں ساری رات عبادت کروں گا اور آرام نہیں کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں روزانہ روزہ رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں ساری عمر نکاح نہیں کروں گا اور شہوت پوری کرنے سے

دور رہوں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور زیادہ پرہیز گار ہوں۔ اس کے باوجود میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور بغیر روزہ کے بھی رہتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور آرام بھی کرتا ہوں اور میں نے نکاح بھی کئے ہیں۔ پس جو میرے طریقہ کے خلاف کرتا ہے۔ وہ ہم میں سے نہیں۔

❁...... ایک بار رسول اکرم ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان باندھی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ رسی کس لئے ہے؟۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ ام المومنین حضرت زینبؓ نے لٹکائی ہے۔ جب وہ عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹک کر تھکاوٹ اتارتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رسی کھول دو۔ جب تک تم میں سے کوئی تازہ دم رہے تو نماز پڑھے۔ اور جب تھک جائے تو آرام کرلیا کرے۔

❁...... حضرت معاذؓ بڑے صحابی ہیں۔ ایک محلّہ میں امامت کرتے تھے۔ صبح کی نماز میں لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔ کسی نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کردی۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو کبھی اس قدر غضب ناک نہیں دیکھا تھا جس قدر اس موقعے پر دیکھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو لوگوں کو دین سے متنفر کرتے ہیں۔ جو شخص تم میں سے نماز پڑھائے تو مختصر پڑھائے۔ کیونکہ نماز میں بوڑھے، کمزور اور کام والے بھی ہوتے ہیں۔

❁...... ایک دفعہ ایک دیہاتی آیا اور رسول اکرم ﷺ کی مسجد میں پیشاب کے لئے بیٹھ گیا۔ صحابہ کرامؓ اس کو مارنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے ان کو منع فرمایا۔ جب دیہاتی فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا کہ یہ مسجدیں بول و براز کے لئے نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز اور قرآن کی تلاوت کے لئے ہیں۔ پھر ایک شخص کو حکم دیا۔ وہ ایک ڈول پانی لایا اور اس پیشاب پر بہادیا۔

پس چہ باید کرد؟

گزشتہ سطور سے یہ بات بہ وضاحت عیاں ہوگئی کہ دین اسلام امن وسلامتی، عدل وانصاف، اعتدال درمیانہ روی، عفوودرگزر اور رواداری وعدم تشدد کا دین ہے۔ اس کو انتہاء پسندی یا دہشت گردی کی طرف منسوب کرنا اغیار اور اسلام دشمنوں کے تعصب پر مبنی کارستانی ہے۔ بدقسمتی سے آج کل پوری دنیا کی میڈیا بھی یہودی ونصرانی لابی کے ہاتھوں میں ہے۔ اور وہ دین اسلام کو اس کی اصل تعلیمات کے برعکس پیش کررہی ہے۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کوئی وقت تھا جب کہ اسلام اور مسلمان دونوں کا ایک ہی مفہوم لیا جاتا تھا۔ یعنی جو کچھ اسلام تھا وہی مسلمان کا عمل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اسلام کا چرچا تھا۔ اس کی ترقی ہورہی تھی۔ لوگ اسلام اور مسلمانوں کو اچھا دین اور اچھے پیروکار سمجھتے تھے۔ اب اسلام اور مسلمان دونوں کا مفہوم الگ الگ ہوگیا ہے۔ یعنی اسلام کی تعلیمات اور مسلمان کے عمل وکردار میں ایک واضح فرق بلکہ تضاد سامنے آیا ہے۔ مسلمان مسلمان کے گریبان میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہے۔ دنیائے کفر متحد ہے اور عالم اسلام افتراق وانتشار کا شکار ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حضور نبی

کریم رحمت اللعالمین ﷺ کی تعلیمات اور اسوہ حسنہ کو عام کیا جائے اس کو بار بار پڑھا اور سوچا جائے اور پھر اس کو عمل میں لایا جائے۔

مگر معاملہ صرف مسلمانوں کا نہیں ہے۔ تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ اب ساری دنیا ایک عالمی گاؤں کا روپ اختیار کر چکی ہے۔ مختلف مذاہب، اقوام اور ممالک والے ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔ عالمی برادری کو بھی اپنی سوچ وفکر اور عمل وکردار پر نظر دوڑانی پڑے گی۔ یورپ اور امریکہ کے دانشوروں اور ارباب اختیار کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھنے کا حوصلہ برداشت پیدا کریں۔ وہ تعصب کا چشمہ اتار کر ہادی اعظم، رحمتہ اللعالمین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عملی زندگی کا منصفانہ مطالعہ کریں۔ اور پھر تاریخ انسانیت کے تمام مصلحین سے اسلامی حقیقی زندگی کا تقابل کر کے اس کے آفاقی، ہمہ گیر اور عدیم النظیر حیثیت کو تسلیم کرلیں۔ وہ اس حقیقت کو بھی تسلیم کرلیں کہ اسلام اور مسلمان روئے زمین کی ایک عظیم قوت ہیں۔ ان کو صفحہ ہستی سے نہیں مٹایا جاسکتا۔ ان کے ساتھ ٹکر لینے کی بجائے وہ اصول ''پرامن بقاء باہمی'' کے راستے اور ذرائع تلاش کریں۔ یہی وہ راستہ ہے جس سے دنیا میں امن قائم ہوگا اور سلامتی وخوشحالی آئے گی۔ لیکن اگر وہ سیاسی، مذہبی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے مسلم امہ کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کرنے اور ان کو دنیا سے نیست ونابود کرنے کے تانے بانے پروئیں گے تو یہ ان کی خام خیالی ہوگی۔ اس طرح کرنے سے دنیا کا امن بھی تباہ ہوگا اور خود ان کو بھی زندگی بھر چین و امن کا سانس لینا نصیب نہ ہوگا۔

یورپ وامریکہ نے مادی ترقی تو بہت کرلی ہے۔ لیکن خود اعلیٰ انسانی صفات وکردار اور بلند روحانی اقدار سے یکسر خالی اور تہی دست ہے۔ ان کے ہاں کتوں اور جانوروں کی حیثیت تو ہے۔ لیکن انسانی زندگی اور اس کا احترام معدوم ہے۔ ان کو سائنس وٹیکنالوجی میں ترقی کے ساتھ ساتھ اپنے عمل وکردار کی اصلاح اور تاریخ ساز اسلامی روایات کے سرچشمہ سے مستفید ہونے کے بارے میں بھی سوچنا ہوگا۔ علامہ اقبالؒ نے انہی کے بارے میں فرمایا تھا کہ:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریخ سحر کر نہ سکا

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر ...... اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا عجیب وغریب واقعہ

مرسلہ: مولانا عبدالستار حیدری

فاطمہ بنت قیسؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے کو سنا۔ وہ اعلان کر رہا تھا کہ چلو نماز ہونے والی ہے۔ میں نماز کے لئے نکلی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے چہرے پر اس وقت مسکراہٹ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ جانتے ہو میں نے تم کو کیوں جمع کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بخدا میں نے تم کو نہ تو مال وغیرہ کی تقسیم کے لئے جمع کیا ہے نہ کسی جہاد کی تیاری کے لئے۔ بس صرف اس بات کے لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے نصرانی تھا۔ وہ آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے اور مجھ سے ایک قصہ بیان کرتا ہے جس سے تم کو میرے اس بیان کی تصدیق ہو جائے گی جو میں نے کبھی دجال کے متعلق تمہارے سامنے ذکر کیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ:

وہ ایک بڑی کشتی پر سوار ہوا جس پر سمندر میں سفر کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمی اور تھے۔ سمندر کا طوفان ایک ماہ تک ان کا تماشا بناتا رہا۔ آخر مغربی جانب ان کو ایک جزیرہ نظر پڑا جس کو دیکھ کر وہ بہت مسرور ہوئے اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ پر اتر گئے۔

سامنے سے ان کو جانور کی شکل کی ایک چیز نظر پڑی۔ جس کے سارے جسم پر بال ہی بال تھے کہ ان میں اس کے اعضائے مستورہ تک کچھ نظر نہ آتے تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا کمبخت تو کیا بلا ہے؟۔ وہ بولی میں دجال کی جاسوس ہوں۔ چلو اس گرجے میں چلو۔ وہاں ایک شخص ہے جس کو تمہارا بڑا انتظار لگ رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب اس نے ایک آدمی کا ذکر کیا تو اب ہم کو ڈر لگا کہ کہیں وہ کوئی جن نہ ہو۔ ہم لپک کر گرجے میں پہنچے تو ہم نے ایک بڑا قوی ہیکل شخص دیکھا کہ اس سے قبل ہم نے ویسا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ گردن سے ملا کر اور اس کے پیر گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے نہایت مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے۔ ہم نے اس سے کہا تیرا ناس ہو تو کون ہے؟۔ وہ بولا تم کو تو میرا پتہ کچھ نہ کچھ لگ ہی گیا۔ اب تم بتاؤ تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم عرب کے باشندے ہیں۔ ہم ایک بڑی کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ سمندر میں طوفان آیا اور ایک ماہ تک رہا۔ اس کے بعد ہم اس جزیرہ میں آئے تو یہاں ہمیں ایک جانور نظر پڑا جس کے تمام جسم پر بال ہی بال تھے۔ اس نے کہا کہ میں جساسہ (جاسوس، خبر رساں) ہوں۔ چلو اس شخص کی طرف چلو جو اس گرجے میں ہے۔ اس لئے ہم جلدی جلدی تیرے پاس آ گئے۔ اس نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ بیسان (شام میں ایک بستی کا نام ہے) کی کھجوروں میں پھل آتا ہے یا نہیں؟۔ ہم نے کہا ہاں آتا ہے۔ اس نے کہا وہ وقت قریب ہے جب اس میں پھل نہ آئیں گے۔ پھر اس نے پوچھا اچھا ”بحیرہ طبریہ“ کے متعلق بتاؤ۔ اس میں پانی ہے یا نہیں؟۔ ہم نے کہا بہت ہے۔ اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے

جبکہ اس میں پانی نہ رہے گا۔ پھر اس نے پوچھا زغر (شام میں ایک بستی) کے چشمہ کے متعلق بتاؤ۔ اس میں پانی ہے یا نہیں اور اس بستی والے اپنی کھیتیوں کو اس کا پانی دیتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے کہا اس میں بھی بہت پانی ہے اور بستی والے اسی کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ پھر اس نے کہا اچھا ''نبی الامیین'' کا کچھ حال سناؤ۔ ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ عرب کے لوگوں نے ان کے ساتھ جنگ کی ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا اچھا پھر کیا نتیجہ رہا۔ ہم نے بتایا کہ وہ اپنے گرد و نواح پر تو غالب آ چکے ہیں اور لوگ ان کی اطاعت قبول کر چکے ہیں۔ اس نے کہا سن لو۔ ان کے حق میں یہی بہتر تھا کہ ان کی اطاعت کر لیں اور اب میں تم کو اپنے متعلق بتاتا ہوں۔ میں مسیح دجال ہوں اور وہ وقت قریب ہے جبکہ مجھ کو یہاں سے باہر نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔ میں باہر نکل کر تمام زمین پر گھوم جاؤں گا اور چالیس دن کے اندر اندر کوئی بستی ایسی نہ رہ جائے گی جس میں میں داخل نہ ہوں۔ بجز مکہ اور طیبہ کے۔ ان دونوں مقامات میں میرا داخلہ ممنوع ہے۔ جب میں ان دونوں میں سے کسی بستی پر داخل ہونے کا ارادہ کروں گا اس وقت ایک فرشتہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے سامنے سے آ کر مجھ کو داخل ہونے سے روک دے گا۔ اور ان مقامات (مقدسہ) کے جتنے راستے ہیں ان سب پر فرشتے ہوں گے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی لکڑی منبر پر مار کر فرمایا کہ وہ طیبہ یہی مدینہ ہے۔ یہ جملہ تین بار فرمایا۔ دیکھو کیا یہی بات میں نے تم سے بیان نہیں کی تھی۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ آپ ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ اس کے بعد فرمایا دیکھو وہ بحر شام یا بحر یمن (راوی کو شک ہے) بلکہ مشرق کی جانب ہے اور اسی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ (مسلم)

بقیہ: نافرمان

ایسی ہی جلتی لکڑی کا عذاب دے اور تو بھی ایسے ہی تڑپے جس طرح تو مجھے تڑپا رہا ہے۔ بددعائیں دیتی دیتی ماں فوت ہوگئی۔ اس وقت سے لے کر اب تک جب شام 4:30 بجے کا وقت ہوتا ہے تو اس بیٹے کے جسم پر 4:30 بجے سے 5:00 بجے شام تک کالے داغ اسی اسی جگہ بن جاتے ہیں جس جس جگہ پر اس بیٹے نے جلتی ہوئی لکڑی اپنی ماں کے جسم پر ماری تھی اور اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ ملتان کے نشتر ہسپتال میں برائے علاج اس کا والد اپنے اس نافرمان بیٹے کو داخل کراتا ہے تو ڈاکٹروں کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ بیماری کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔ کیونکہ جب 4:30 کا وقت ہوتا ہے تو اس کے جسم پر کالے داغ بننے شروع ہو جاتے ہیں اور شام 5:00 بجے تک تکلیف وہ صورت حال کے ساتھ درد قائم رہتی ہے۔ پھر 5:00 بجے کے بعد تکلیف دور ہو جاتی ہے اور جسم سے داغ بھی ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ آخر ایک دن اس بیٹے کے والد نے ڈاکٹروں کو کہا کہ اس کو کوئی زہر کا ٹیکہ لگا کر اس کو موت کی نیند سلا دیں۔ مجھ سے اس کی یہ تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ یہ سزا اس کو اس ماں کی بددعا اور نافرمانی کی وجہ سے مل رہی ہے۔''

ماں کا نافرمان... عذاب الٰہی کا نشان

ادارہ

دنیا اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگت رہی ہے۔ معاشرتی زندگی جہنم سے زیادہ اذیت ناک بن چکی ہے۔ اخلاقی اقدار کو بری طرح کچلا جا چکا ہے۔ عفت وحیا کا دامن تار تار ہی نہیں ذرہ ذرہ ہو کر بکھر چکا ہے۔ قابل احترام رشتے انتہائی بدروشی کا شکار ہو چکے ہیں۔ باپ بیٹے سے نالاں ہے تو بیٹا باپ سے بے زار ہے۔ شاگرد استاد کا احترام نہیں جانتا تو استاد اپنے مقام سے ناآشنا۔ محرم اور غیر محرم کی تمیز ختم ہو گئی۔ ڈیڑھ روپے پر تین تین قتل' رشتوں کے ہونے نہ ہونے پر قتل' وجہ بے وجہ طلاقیں' مرد وزن کی بے حجابا آزادی کے نتیجہ میں ہونے والی ''لو میرج'' عدالتوں کی طرف سے اس طرح کے ''نکاح'' کو سند قبولیت بخشنے؟ ذرائع ابلاغ بالخصوص ٹی وی پر بولے جانے والے ڈائیلاگ' مقدس رشتوں کی پامالی' ٹی وی ڈراموں میں غیر شریفانہ غیر مہذب ترغیب ونمائش بے پردگی' بلکہ کھلی عریانی کی حد تک پہنے جانے والے لباس کی ترغیب ونمائش' ڈراموں اور فلموں میں دکھائی جانے والی بے حیائی وعریانی' شراب نوشی اور چوریوں' ڈکیتیوں' سمگلنگ' زنا' بالاخانوں کی رونقوں پر مشتمل ڈراموں کی بھرمار............اس کا نتیجہ وہی جسے سید الرسل خاتم النبیین فداہ انفسنا ﷺ نے اپنے ارشادات مبارکہ میں بڑے کھلے انداز میں فرمایا تھا کہ:

''جب معاشرے میں ایسی برائیاں پیدا ہو جائیں گی تو پھر ایسا سب کچھ ہوگا۔''

گزشتہ دنوں بہت سے ہونے والے واقعات کہ جن کا ذکر یہ صفحات برداشت نہیں کر سکتے۔ ان میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمایئے اور سوچئے کہ ہم اپنے انجام سے کتنے فاصلہ پر کھڑے ہیں؟۔

''ضلع ملتان کے ایک گاؤں کا یہ ایک حقیقی واقعہ ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ ملتان کے اس گاؤں کا نام میں اس لئے نہیں لکھ رہا ہوں۔ کیونکہ لوگ پھر بے پر کی اڑانا شروع کر دیں گے۔ گاؤں میں ماں بیٹے کا اکثر بیوی کی وجہ سے گھر میں جھگڑا رہتا تھا۔ ایک دن بیٹا اپنے کام سے شام کے وقت سوا چار بجے جب گھر آیا تو اس کی بیوی نے اپنی ساس کے متعلق شکایت کی کہ آج پھر مجھے آپ کی والدہ نے ناجائز تنگ کیا ہے اور برا بھلا کہا ہے۔ خاوند نے روز روز کی اس لڑائی کو ختم کرنے کے لئے اپنی بیوی کی بات سننے کے بعد گھر میں جلتے ہوئے چولہے سے جلتی ہوئی لکڑی نکال کر اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی لکڑی سے مارنا شروع کر دیا۔ شام 4:30 بجے سے 5:00 بجے تک بیٹا اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی لکڑی سے مارتا رہا۔ والدہ اس جلتی ہوئی لکڑی سے مار کھاتی رہی اور یہ بددعا دیتی رہی کہ خدا تجھے بھی

بقیہ صفحہ 15

باغ والے پانچ بھائیوں کا مشہور واقعہ

جناب محمد احمد

اللہ تعالیٰ انسانوں کو بے شمار نعمتوں سے نوازتا ہے اور انسانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان نعمتوں پر اللہ کا شکر ادا کریں۔ مگر انسان ان نعمتوں کو دیکھ کر مغرور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے اور یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ یہ سب کچھ میری ذاتی کمائی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں ناشکری کی سزا دیتا ہے اور اپنی عطا کردہ نعمتیں ان سے چھین لیتا ہے تو وہ کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔ ادارہ!

صبح ہوئی اور نرم و نازک نسیم کے خوشگوار جھونکے چلنے لگے۔ بوڑھا (علامہ ابن کثیرؒ نے بیان کیا ہے کہ سورہ قلم میں جس شیخ کا ذکر ہے یہ بنی اسرائیل میں سے تھے۔) آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اور ہانپتا ہوا چلا۔ سن و سال نے اس کی پیٹھ دہری کر دی تھی۔ صبح و شام کی گردشوں سے کمر جھک گئی تھی۔ اس کے باوجود بڑھتا ہوا سورج کے افق پر ابھرنے سے پہلے اپنے باغ کے دروازے پر جا پہنچا جو مقام ضروان (یمن کے ایک گاؤں کا نام ہے) میں واقع تھا۔

شیخ کا یہ باغ سرسبز و شاداب اور پھلوں پھولوں سے خوب لدا ہوا تھا۔ اس کی روشوں میں شیریں پانی بہتا رہتا۔ نسیم سحر اس کی جھاڑیوں میں نمی پہنچاتی اور بہار اس کے صحن میں اپنا قیمتی فرش بچھاتی۔ کلیاں اور پھول نچھاور کرتی۔ درخت اور پودے پھل اور سبزیاں مہیا کرتے۔ غرض باغ کی تازگی اور شادابی نگاہوں کو طراوت اور دماغ کو فرحت بخشتی۔ لوگ یہاں سیر و تفریح کے لئے جمع ہوتے۔ اس کے درختوں کے سائے میں اکٹھا ہو کر طرح طرح کی دلچسپی کی باتیں کرتے اور ہنسی دل لگی میں اپنا وقت گزارتے۔

شیخ باغ کے گوشوں میں ٹہلتا اور اس کے فرشوں اور روشوں کے درمیان سیر کرتا رہا۔ پھولوں کی خوشبو اس کے دماغ میں پہنچی اور نگاہیں نیچے لٹکے ہوئے پھلوں کو دیکھ کر سیر ہوئیں۔ پرندوں کے چہچہے اور بلبلوں کے زمزمے کانوں میں گونجے۔ ان چیزوں سے لطف اٹھا کر اپنی عبادت گاہ میں داخل ہوا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر گیا اور دعا کی کہ وہ اسے تونگری کی سرکشی سے بچائے اور دنیا کے فتنے اور شیطان کے وسوسے سے دور رکھے۔

صبح کے وقت روزانہ شیخ کا یہی معمول تھا۔ اسی عالم میں دن رات اور صبح و شام گزرتے رہے۔ یہاں تک

کہ باغ کی پیداوار کاٹنے اور پھل توڑنے کا وقت آتا۔ اور شیخ مالی اور اس کے مددگاروں کو بلاتا اور ہنستے اور درانتی سے کام لیتے اور پھل توڑتے۔ اس کے بعد اس کے پاس فقراء کی جماعتیں آ پہنچتیں۔ جنہیں اس نے ہر سال اس بات کا عادی بنا دیا تھا۔ وہ انہیں جی بھر کے کھانے کو دیتا۔ کوئی غلہ کے ناپ سے اس کا دیا ہوا برتن بھر لیتا تو کوئی اپنے کپڑوں میں رکھ کر لے جاتا۔ اس کے بعد جو چیزیں درانتی سے بچ رہ جاتیں اور جو درختوں کے درمیان پھیلی پڑی ہوتیں وہ بھی ان کا حصہ ہوتیں۔ ان کا لینا ان کے لئے بالکل حلال تھا۔

شیخ کے بیٹے ان حالات پر صبر نہ کر سکے۔ ان میں اتنی تاب اور برداشت کہاں تھی کہ وہ باپ کا مال فقیروں اور مفلسوں میں تقسیم ہوتا دیکھیں اور اس کے باغ کو مسکینوں کے لئے وقف رہنے دیں۔ انہیں یہ کیونکر گوارا ہو سکتا تھا کہ وہ اور محنت کش مزدور اور سائل برابر ہو جائیں۔ بلکہ یہ لوگ خود ان سے بڑھ کر باغ سے فائدہ اٹھائیں۔

ان میں سے ایک نے کہا...... ابا جان! آپ جو کچھ فقراء پر خرچ کرتے اور انہیں دیتے ہیں یا جتنا مال عطا و بخشش کے طور پر مخصوص کر دیتے ہیں اتنا ہی ہمارے حق میں کم کر دیتے ہیں اور ہماری روزی میں تنگی پیدا کر دیتے ہیں۔

دوسرے بیٹے نے کہا...... ابا جان! اگر آپ نے اپنا یہی طریقہ جاری رکھا تو آپ عنقریب مال و جائداد سب کچھ ختم کر بیٹھیں گے۔ ہمارے لئے نہ مویشی چھوڑیں گے نہ پھل پھول۔ پھر آپ کے بعد ہم لوگ فقیر اور بھیک منگے بن کر رہ جائیں گے۔

اس کے بعد تیسرے بیٹے نے بھی کچھ کہنے کا ارادہ کیا تو باپ نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور سب کی طرف نگاہ کر کے کہا......!

’’میں تم لوگوں کو اس وہم اور قیاس میں غلطی پر دیکھ رہا ہوں۔ یہ مال کیا ہے جس کی نسبت تم فیصلے کے خواہاں ہو اور اسے اپنے لئے مخصوص کر لینا چاہتے ہو؟۔ یہ مال نہ میرا ہے نہ تمہارا۔ یہ نہ میرے قابو میں ہے نہ تمہارے۔ یہ تو اللہ کا مال ہے۔ اس نے اس پر مجھے مختار اور امانت دار بنایا ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اسے اس کی مخلوق کے بہترین اور مفید ترین مصرف میں خرچ کروں۔ اس میں فقراء و مساکین کا حق ہے۔ مسافروں اور گوشہ نشینوں کا حق ہے۔ اسی طرح اس میں پرندوں اور جانوروں کی غذا بھی ہے۔ اس کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ میرے اور تمہارے لئے ہے۔ یہی میں نے کیا ہے۔ فقیروں کو اس میں سے حصہ پانے کا عادی بنایا ہے۔ اور اس کے متعلق خدا کا حکم جاری کیا ہے۔ اس طریقے سے مال بڑھتا ہے۔ اور اس کی قسم کے اخراجات مال میں اضافے اور برکت کا باعث ہوتے ہیں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس پر میں نے نوجوانی اور ادھیڑ عمر میں نشو و نما پایا اور اسے اپنے لئے لازم قرار دیا ہے۔ اب میں بوڑھا ہو کر اور مرنے کے قریب پہنچ کر اس طریقے کو کس طرح چھوڑوں۔ ذرا صبر سے کام لو اور ٹھہرو۔ تم دیکھ رہے ہو کہ میرے بال سفید ہیں اور جسم لاغر ہو گیا ہے۔ کمر جھک گئی ہے۔ طرح طرح کی بیماریاں میرے بدن میں راہ پا چکی ہیں۔ تھوڑے ہی دنوں کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے جا ملوں گا۔ اور تم ہی اس باغ‘ مال اور مویشیوں اور بکریوں کے وارث بنو گے۔ اس وقت یہ دونوں راستے تمہارے سامنے ہوں گے۔ خرچ کرو گے تو اللہ

تعالیٰ نے خرچ کرنے والوں سے اس کا بدل عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ کنجوسی کرو گے تو یہ سمجھ لو کہ بخیل کو اللہ تعالیٰ نے مال کے تلف ہو جانے کی دھمکی دی ہے۔ تم لوگوں کے بارے میں اس کا حکم مقرر ہے جسے وہ پورا کرنے والا ہے۔''

شیخ کو زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ بیماری اور امراض میں دائمی طور پر مبتلا رہنے لگے۔ حتیٰ کہ ایک دن اپنی مہلت کار اور زندگی کو ختم کر کے دینوی کاروبار اور لوگوں کے معاملات سے فراغت حاصل کی۔ زمانہ جلدی جلدی گزرتا گیا۔ باغ کی فصل تیار ہو گئی۔ پھلوں کے توڑنے کا زمانہ آ پہنچا اور فقراء نے ہر سال کے طریقے کے مطابق اپنے حصہ پر نگاہیں جما دیں۔ شیخ کے بیٹے صلاح و مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور فصل کاٹنے کی تیاری کرنے لگے۔

ان میں سے ایک نے کہا......: ''آج سے باغ میں کسی سائل یا فقیر کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اب باغ کے گنجان درخت سائلوں یا مسافروں کے لئے جائے پناہ نہیں رہیں گے۔ ہر ایک کا اپنا حصہ ہے۔ وہ جب چاہے اسے بڑھا سکتا ہے اور اس میں سے جتنا چاہے ذخیرہ کر سکتا ہے۔ اگر ہم اس طریقہ پر عمل کریں گے تو ہماری شان بلند ہو جائے گی اور دولت بڑھے گی۔''

ان میں سے نسبتاً اچھے بھائی نے جو طبیعت و جبلت میں باپ سے ملتا جلتا تھا اور نیکی اور بھلائی میں باپ کے قریب تھا کہا کہ:

''تم ایسی باتیں پیش کر رہے ہو جسے اپنے لئے بہتر سمجھتے ہو۔ لیکن اس کی گہرائیوں میں شر پوشیدہ ہے۔ تم اسے اپنے لئے مفید خیال کرتے ہو۔ لیکن یہ چیز تمہارے باغ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے گی۔ اگر تم فقراء کو محروم کر دو گے اور مساکین کا حق ضائع کر دو گے تو ان کے شر اور زیادتی سے امن میں نہ رہ سکو گے۔ اس کا بڑا اندیشہ ہے کہ تمہارے ایسا کرنے پر یہ لوگ شور برپا کر دیں۔ اس لئے انہیں ان کا حق دو اور انہیں خوش کرنے کے لئے اپنے باپ کے طریقے پر چلو۔ ان کو دینے کے بعد اللہ تعالیٰ باقی مال میں برکت دے گا اور اس کو ترقی دے گا۔''

مگر دوسرے بھائی کہاں ماننے والے تھے۔ اس کے منہ پر چیخ کر بولے کہ.................: ''جس بات پر تمہیں اختیار نہیں اس کے متعلق کوئی نصیحت نہ کرو۔ اپنا وعظ اپنے پاس رہنے دو۔ اور کہے جاؤ گے تو ہم اپنے کان بند کر لیں گے۔''

اس بھائی نے کہا......: ''جب تم نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ میری بات نہ سنو اور میری نصیحت سے منہ موڑ لو تو تمہارا فرض ہے کہ نماز پڑھو۔ کیونکہ نماز گناہ اور بے حیائی کی باتوں سے روکتی ہے۔ ممکن ہے وہ تمہیں حق کی طرف لوٹائے۔ اور تمہارے دلوں کو فقراء کی جانب مائل کر دے۔''

مگر بھائیوں نے ایک نہ سنی اور کوئی بات قبول نہ کی۔ رات کو ان لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ آغاز صبح کو پو پھٹنے سے پہلے جب کہ فقراء اپنے بستروں کو بھی نہ چھوڑیں گے یہ اپنے کام پر روانہ ہو جائیں گے اور باغ پہنچ کر اس کے پھل توڑ لیں گے۔ پھر اپنا اپنا حصہ تقسیم کر لیں گے: ''واقسموا لیصرمنها مصبحین ولا یستثنون۰ ''(انہوں نے قسم کھائی کہ ان پھلوں کو صبح کو چل کر ضرور توڑ لیں گے) انہیں اس پر اتنا یقین تھا کہ

انہوں نے انشاء اللہ تک نہ کہا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کی خرابی اور مسکینوں اور سائلوں کو محروم رکھنے کا حال جان لیا اور ان کے باغ پر ایک بلا بھیجی جس نے وہاں کی پیداوار اکھاڑ کر رکھ دی۔ اس کے پھل گرا دیئے اور پتے اور شاخیں خشک کر ڈالیں۔

اب جو دن نکلا تو وہ باغ کی فصیلوں پر حسرت سے کھڑے یہ منظر دیکھنے اور اک دوسرے سے پوچھنے لگے: ''کیا یہی ہمارا باغ ہے۔ ہم نے تو کل اسے ہرا بھرا چھوڑا تھا۔ اس میں پانی بہہ رہا تھا۔ پھول مہک رہے تھے اور پھل پکنے کے قریب تھے۔ ہمیں تو یقین نہیں آتا کہ یہ ہمارا ہی باغ ہو۔ معلوم ہوتا ہے ہم بھٹک گئے ہیں۔''

ان میں سے ایک بھائی نے کہا......! ''نہیں۔ بلکہ یہ تمہارا باغ ہے جس سے تم فقیروں کے محروم کئے جانے سے پہلے محروم کر دیئے گئے اور تمہیں وہ سزا دی گئی جو بدترین حریص اور بخیل کو دی جاتی ہے۔''

ان میں سے جو کسی قدر اچھا تھا وہ کہنے لگا کہ کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا۔ اب توبہ و تسبیح کیوں نہیں کرتے تو سب توبہ کے طور پر کہنے لگے کہ ہمارا پروردگار پاک ہے۔ بے شک ہم قصوروار ہیں۔ پھر ایک دوسرے کو مخاطب کر کے باہم الزام دینے لگے۔ پھر سب متفق ہو کر کہنے لگے کہ بے شک ہم حد سے نکلنے والے تھے۔ سب مل کر توبہ کرو۔ شاید توبہ کی برکت سے ہمارا پروردگار ہم کو اس سے اچھا باغ اس کے بدلے میں دے دے۔ اب ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

لیکن تقدیر الٰہی پوری ہو چکی تھی۔ افسوس باقی رہ گیا تھا اور انہیں اپنے مکروکید کی سزا ملنی ضرور تھی۔ اس طرح عذاب ہوا کرتا ہے اور بے شک آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ کاش! کہ وہ اس بات کو جانتے ہوتے۔

پنڈی بھٹیاں میں را کا قادیانی ایجنٹ اور دو ساتھی گرفتار!

پنڈی بھٹیاں (نمائندہ خبریں) رسول پور تارڑ سے بھارتی ایجنسی را کا قادیانی ایجنٹ دو ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے قبضہ سے دو ہیڈ گرنیڈ اور دو کلاشنکوفیں برآمد ہوئیں۔ ایس پی پنڈی بھٹیاں عمران محمود نے گزشتہ روز پریس کانفرنس میں بتایا کہ ایک خفیہ اطلاع پر انہوں نے پولیس کی نفری کے ساتھ رسول پور تارڑ میں چھاپہ مار کر قادیانی مبشر لقمان احمد کو اس کے دو ساتھیوں ذوالفقار اور ذکاء اللہ سمیت گرفتار کر لیا۔ انہوں نے بتایا کہ قادیانی مبشر احمد کی بہن گوگی کی شادی گزشتہ دنوں بھارت میں قادیانی حبیب احمد سے ہوئی تھی جو را کا ایجنٹ ہے۔ اس نے مبشر احمد سے رابطہ قائم کر رکھا تھا۔ گرینڈ بم اس نے آٹھ سال سے بوری میں چھپا رکھے تھے اور گرفتاری سے بچنے کے لئے کلاشنکوفوں کو اپنے دوستوں ذوالفقار ذکاء اللہ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ مبشر احمد اپنے بہنوئی حبیب احمد کو معلومات فراہم کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا مبشر کا والد بشارت اور خاندان کے دیگر افراد فرار ہو گئے ہیں۔ مبشر احمد نے دوران تفتیش را کا ایجنٹ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اے ایس پی نے بتایا کہ پندرہ روز تک ہم دہشت گردوں کے نیٹ ورک کا پتہ چلا لیں گے۔ (روزنامہ خبریں لاہور 5 ستمبر 2004ء)

۵۲۳

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

محبوب المشائخ

حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

ہمارے مرشد و مخدوم حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے کسی ولی اللہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ کسی سالک نے اللہ والے سے درخواست کی کہ کوئی ایسا عمل بتادیں جس سے اللہ تعالیٰ کا وصال نصیب ہو جائے' تو انہوں نے سالک سے فرمایا کہ کسی اللہ والے کے دل میں بیٹھ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے وصال نصیب ہو جائے گا۔ اسی طرح سنا ہے کہ ایک چیونٹی بیت اللہ جانا چاہتی تھی' کبوتر کے پروں میں چھپ گئی' کبوتر نے حرم شریف کے لئے اڑان بھری تو یہ بھی بیت اللہ شریف میں پہنچ گئی۔ ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان ایسے ہی خوش نصیب تھے کہ انہوں نے پیدائش سے شہادت تک ہمیشہ اہل اللہ کے قلوب کو اپنا گھر بنائے رکھا۔ آپ کی پیدائش کراچی میں ہوئی' والد محترم الحاج حضرت حاجی عبدالسمیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ سے بیعت تھے۔ کراچی میں قیام پذیر ہونے کے باعث شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفیؒ سے ان کے دینی تعلقات تھے۔ ان کی عادت تھی کہ وہ اپنے ہونہار بیٹے محمد جمیل خان کو ہمیشہ ان اکابر کی مجلسوں میں لے جاتے۔ اپنے آبائی علاقہ پشاور جانا ہوتا تو بیٹا جمیل ان کے ساتھ ہوتا' سخاکوٹ پشاور حضرت مولانا عزیز گلؒ پشاور میں مولانا فقیر محمد پشاوریؒ کے ہاں ان کا جانا ہوتا تو بیٹا جمیل اپنے والد کی انگلی تھامے ساتھ ہوتا تھا۔ ذرا غور فرمائیے کہ مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب کو بچپن سے کیا نورانی ماحول' پاکیزہ مجلسیں اور کیسے کبائر مشائخ عظام' علمائے کرام اور اولیائے حق کی صحبتیں نصیب ہوئیں؟ کسی دوست نے ایک مرتبہ مولانا جمیل خان سے پوچھا کہ آپ کی اس عزت و مقام' شہرت ورفعت' اس کا باعث کیا ہے؟ مفتی صاحب نے فی البدیہہ فرمایا کہ میں کیا اور میرا مقام کیا؟ اگر کچھ ہے تو کسی اللہ والے کی دعاؤں کا صدقہ ہے' میرے والد صاحب بچپن میں مجھے بزرگوں کے پاس لے جاتے تھے اور میرے لئے دعاؤں کی ان سے بھیک مانگتے تھے' تھوڑا بڑا ہوا' ساتھ لے جاتے تو ان اکابر کی جوتیاں سیدھی کرنے ان کے پاؤں دبانے کی خدمت پر لگا دیتے تھے۔ کسی بزرگ کی

دعا کام کرگئی‘ جس کے باعث اللہ نے محمد جمیل کو مولانا مفتی محمد جمیل خان بنادیا‘ اور دین کی خدمت پر ایسے لگے کہ شہادت نے آ کر ان سے یہ عمل چھڑادیا۔

ذرا سوچئے! کہ مولانا مفتی محمد جمیل خان نے تین بار رمضان المبارک کی تراویح میں حضرت مولانا عزیز گلؒ کو قرآن مجید سنایا۔ ذرا مفتی صاحب کی محبوبیت اور عنداللہ مقبولیت کو ملاحظہ کریں کہ ایک بار حرم کعبہ میں شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے ستر ہزار بار کلمہ طیبہ کا نصاب کسی بات پر خوش ہوکر مفتی محمد جمیل خان کو ہدیہ کیا۔ محدث کبیر حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم کا مفتی محمد جمیل خان کے نام ایک مکتوب فقیر راقم کے پاس ہے جس میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے آپ کو لکھا کہ ”آپ مجھے اپنی حقیقی اولاد سے زیادہ عزیز ہیں۔“ ظاہر ہے کہ یہ مبالغہ پر محمول نہیں بلکہ حضرت شیخ الحدیث کے دل کی آواز تھی جس کا آپ نے اپنے گرامی نامہ میں اظہار فرمایا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری‘ مفتی وقت حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی‘ ولی کامل حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن‘ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید‘ شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر‘ یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد نافع‘ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہید رحمہم اللہ تعالیٰ شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ‘ مخدوم الصلحاء حضرت سید نفیس شاہ الحسینی مدظلہ‘ مخدوم العلماء حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر جیسے اکابر کی خدمات کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا کہ جس میں حقیقی اولاد سے بڑھ کر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان نے ان کی خدمت نہ کی۔ حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی کو آپ نے کندھوں پر اٹھا کر بیت اللہ کے طواف کرائے‘ حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر کو آپ نے وہیل چیئر پر طواف و سعی کرائی۔ مفتی محمد جمیل خان کی زندگی کا خدمت اکابر کا یہ وہ پہلو ہے کہ جس نے آپ کو ”محبوب المشائخ“ بنادیا تھا۔ مولانا مفتی محمد جمیل خان کی مصروفیات دینی کاموں میں مشغولیت‘ ترویج و اشاعت قرآن‘ خدمت نفاذ اسلام‘ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آپ کی مساعی جمیلہ کا یہ عالم تھا کہ دن‘ رات انہوں نے ان کاموں کے لئے ایک کئے ہوئے تھے۔ صبح سفر شام سفر کا وہ مظہر تھے شاید بڑے سے بڑے واعظ و خطیب اور بڑے سے بڑے وزیر و امیر نے اتنے سفر نہ کئے ہوں جتنے آپ کے اسفار ہوتے تھے۔ اتنا انتھک انسان کم از کم اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں بندہ نے نہیں دیکھا۔ ان مصروفیات کا سن کر دماغ کھول اٹھتا ہے‘ یااللہ! یہ کسی انسان کا کام نہ تھا‘ محض توفیق ایزدی سے انہوں نے دن‘ رات صبح و شام دن کے چوبیس گھنٹے‘ ہفتہ کے سات دن‘ مہینہ کے تیس دن‘ سال کے تین سو ساٹھ دن مصروفیات میں گزارے۔ ان کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی وہ ایک ناقابل تسخیر

انسان تھے‘ صحیح معنوں میں وہ مرد آ ہن تھے‘ قدرت نے تھوڑے وقت میں ان سے بہت زیادہ کام لینا تھا۔ اس لئے ان کی زندگی میں آرام نام کی کوئی چیز نہ تھی‘ لیکن ان تمام مصروفیات کے باوجود حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ بیمار ہوئے تو یکسر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر تمام مصروفیات کو معطل کر کے مفتی محمد جمیل خان نے حضرت لدھیانویؒ کے قدموں میں بستر لگا دیا۔ گھر‘ ہسپتال‘ مسجد میں وہ سایہ کی طرح ان کے ساتھ ہو گئے‘ تا آنکہ حضرت لدھیانوی صحتیاب نہیں ہوئے انہوں نے کسی دوسرے کام کی طرف نظر نہیں کی‘ کل کی بات ہے کہ حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کی شہادت کے بعد حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر علیل ہو گئے تو مفتی محمد جمیل خان نے ان کے ہمراہ ہسپتال میں بستر لگا لیا۔ حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہید کے زخمی صاحبزادہ اور ان کے زخمی ڈرائیور کی عیادت حضرت ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں دن رات ان کے ساتھ رہے تا آنکہ یہ تینوں حضرات صحتیاب ہو کر گھر نہیں آ گئے اور اپنے معمول کے کام شروع نہیں کئے۔ حضرت مفتی محمد جمیل خان نے اپنے دیگر کاموں کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ ان کی ان عظیم خدمات اور موقر مساعی و محمود اوصاف کے باعث اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں محبوب المشائخ بنا دیا تھا۔ افغانستان کی اسلامی حکومت‘ خدمت خلق‘ ترویج و اشاعت اسلام‘ قرآنی تعلیم کی ملک گیر تحریک اقراء روضۃ الاطفال‘ عقیدۂ ختم نبوت کے لئے خدمات‘ صحافتی میدان عمل‘ علمائے کرام کے باہمی ربط‘ مساجد و مدارس کی خدمت‘ غریبوں کی خدمت‘ مریضوں کی دیکھ بھال اور دیگر بے شمار ان کی زندگی کے شعبہ ہائے عمل ان میں سے ہر ایک مستقل مقالہ کا متقاضی ہے۔

خدمات ختم نبوت: سر دست میں صرف عقیدۂ ختم نبوت کے لئے ان کی خدمات کو سرسری لیتا ہوں‘ آپ نے زمانہ طالب علمی میں ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جمعیت طلبائے اسلام کے پلیٹ فارم سے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے وصال کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن‘ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کی خدمات مجلس کی تاریخ کا وہ سنہری باب ہے جس کا ہر لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے لیکن ان تمام خدمات میں برابر حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان نظر آتے ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت سے ان کی لازوال محبت و وابستگی کا یہ عالم تھا کہ جمعیت علمائے اسلام‘ کل پاکستان کے آپ ناظم اطلاعات کے عہدہ پر فائز تھے۔ پوری جمعیت کی قیادت کا آپ کو اعتماد حاصل تھا۔ ان کی آرزوؤں کا آپ مرکز تھے‘ جمعیت علمائے اسلام کی تنظیم میں آپ کو ماتھے کے جھومر کی حیثیت حاصل تھی۔ ایک

بار آپ کو جماعتی دستور کی رو سے کہا کہ جمیعت کے دستور کی رو سے جمیعت کا عہدیدار کسی دوسری تنظیم کا عہدیدار نہیں ہوسکتا' آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے رکن ہیں' جمیعت علمائے اسلام کی نظامت اطلاعات یا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کی رکنیت کسی ایک کا انتخاب کریں؟ ایک لمحہ سوچے بغیر انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کی رکنیت کا انتخاب کیا' چنانچہ جمیعت علمائے اسلام نے مولانا حافظ ریاض احمد خان درانی کو اپنا ناظم اطلاعات بنادیا۔ یہ ایک اور بات ہے کہ یہ صرف جماعتی دستور کا تقاضا آپ نے پورا کیا' اس کے باوجود صبح و شام خون جگر سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہی ساتھ جمیعت علمائے اسلام کے لئے جو کام کیا اسے کوئی دیانتدار قلم نظر انداز نہیں کرسکتا۔

اقراء روضۃ الاطفال کے نائب مدیر مولانا مفتی محمد خالد محمود صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم نے مفتی محمد جمیل خان سے عرض کیا کہ آپ کے دن رات کے اسفار اور دیگر مصروفیات کے باعث اقراء کا کام متاثر ہورہا ہے؟ تو مفتی محمد جمیل خان نے فرمایا کہ سفر حج اور رمضان المبارک میں حرمین شریفین کے سفر تو میں ترک نہیں کرسکتا' باقی جس طرح آپ فرمائیں گے میں حاضر ہوں لیکن ایک بار انگلینڈ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی فوری ضرورت کے باعث آپ نے رمضان المبارک کا سفر حرمین مختصر کردیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کو سفر انگلینڈ کے لئے آمادہ کرنے والے آپ تھے۔ مفتی محمد جمیل خان کی مساعی جمیلہ سے حضرت اقدس سید نفیس شاہ الحسینی دامت برکاتہم نے اپنی علالت و بڑھاپے کے باوجود برطانیہ کے سفر کئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے آپ کی مساعی کی روشن تاریخ کسی داستان آرائی کی محتاج نہیں۔ برمنگھم و چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنسوں کی کامیابیوں میں آپ کا معتدبہ حصہ تھا' کوئی شوریٰ کا اجلاس ایسا نہیں جس میں آپ نے شرکت نہ کی ہو' جب عاملہ یا دیگر اجلاس کے لئے کوئی تاریخ مقرر کرتے تو حضرت مفتی محمد جمیل خان ملک کے جس کونہ میں ہوتے اجلاس کے لئے پہنچ جاتے۔ کل کی بات ہے چناب نگر میں ختم نبوت کانفرنس کے ایک ہفتہ بعد سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس کا آغاز ہونا تھا۔ پشاور' ڈیرہ اسماعیل خان سے خانقاہ سراجیہ پہنچے۔ فون پر استدعا کی کہ کل صبح کورس کا آغاز ہے' آپ بسم اللہ کرادیں۔ انہوں نے اسی وقت سفر کیا۔ رات سرگودھا حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کے ہاں قیام کیا۔ صبح آٹھ بجے سے قبل چناب نگر مدرسہ ختم نبوت میں آدھمکے۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری' حضرت مولانا شبیر احمد' حضرت مولانا مفتی خالد محمود' حضرت طوفانی صاحب بھی ہمراہ تھے۔ سب سے پہلا بیان کیا' پھر دعا کرائی' حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کا بھی بیان ہوا۔ شہادت سے تین دن قبل منگل کو فون کیا کہ حضرت! کہاں ہیں؟ فرمایا کہ گلگت' مانسہرہ' پنڈی' پشاور کے سفر مکمل کر کے ڈیرہ اسماعیل خان جارہا ہوں۔ شام خانقاہ سراجیہ حاضر ہونا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت!

کورس کے شرکاء کو شہید اسلام حضرت لدھیانویؒ کی نیابت میں ایک پیریڈ پڑھا دیں۔ فرمایا کہ کل صبح حاضر ہوں گا۔ رات دس بجے فون کیا تو معلوم ہوا کہ ہنگامی ضرورت سے پنڈی چلے گئے ہیں۔ مایوسی ہوگئی کہ اب صبح شاید نہ آسکیں‘ ڈرتے ڈرتے فون کیا کہ حضرت! آپ پنڈی جا رہے ہیں‘ صبح چناب نگر کورس کے شرکاء میں آپ کے لیکچر کا اعلان کر دیا ہے‘ کیا ہوگا؟ فرمایا کہ حاضر ہوں گا‘ عرض کیا کہ حضرت! آپ تو پنڈی میں ہیں‘ فرمایا کہ آپ کو اس سے کیا غرض؟ کہیں بھی ہوں‘ کل آپ سے وعدہ کے مطابق حاضری ہوگی‘ چنانچہ دس بجے تشریف لائے‘ ناشتہ کیا‘ پڑھانے بیٹھ گئے‘ ڈیڑھ گھنٹہ لیکچر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی شان اور بے پایاں احسان کا کرنا ایسا ہوا کہ بدھ کے روز شہادت سے دو دن قبل (جمعرات‘ جمعہ‘ ہفتہ کو شہادت) آپ کی زندگی کا آخری خطاب چناب نگر میں ختم نبوت کے عنوان پر ہوا۔ بارہ بجے فارغ ہوئے تو گاڑی پر بیٹھے اور جامعہ محمدی حضرت مولانا محمد نافع صاحب کی خدمت میں جا دھمکے۔ حضرت مولانا سید حماد اللہ شاہ‘ جناب رانا محمد طفیل جاوید اور فقیر ہمراہ تھے۔ ان سے دعائیں لیں‘ ہمیں چنیوٹ اتارا‘ خود شاہ صاحب کے ہمراہ گکھڑ کے لئے عازم سفر ہوگئے۔ اسی سفر میں فرمایا کہ ایجنسیوں نے مجھے شہید ثالث کا خطاب دیا ہے‘ کسی وقت کچھ ہو سکتا ہے‘ مگر مجال ہے کہ حالات کی تمام تر نزاکتوں کے جاننے کے باوجود آپ کی طبیعت پر کوئی ملال یا بوجھ ہو‘ ایک بہادر جرنیل کی طرح جو کچھ ہونا ہے اس کا سامنا کرنے کے لئے سینہ سپر تھے۔ اگلے دن جمعرات شام کو ایئر پورٹ لاہور پر حضرت مولانا سید ارشد مدنی دہلی سے اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن اسلام آباد سے تشریف لانے والے تھے‘ ان کے استقبال کے لئے اکٹھے ہوگئے۔ یہ آپ سے زندگی کی آخری ملاقات تھی۔ جمعہ کو آپ نے فون پر پوچھا کہاں ہو؟ میں نے عرض کیا قصور ختم نبوت کانفرنس ہے‘ فرمایا کہ اونچی کھرولیاں کے نام کی بحالی کے لئے درخواست مولانا عزیز الرحمٰن ثانی کو فرمائیں کہ تیار کر کے فلاں صاحب کو دے دیں میں نے بات کر لی ہے۔ یہ آخری فون تھا۔ ہفتہ شام کو عشاء سے قبل اطلاع ملی کہ ہمارے محبوب قائدین حضرت مفتی محمد جمیل خان اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ اکبر کبیرا‘ عاشوا سعیداً و ماتوا سعیداً۔ اللہ تعالیٰ دونوں کی قبروں پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے‘ وہ کیا گئے ہم مسکینوں کی دنیا سونی کر گئے‘ زندگی بے مزہ ہوگئی‘ ”فعل الحکیم لایخلوا عن الحکمة“ کے تحت سوائے صبر کے

بقیہ: صفحہ 30 پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

مجاہد ختم نبوت

حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ

حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ بلوچوں کے قیصرانی قبیلہ کے چشم و چراغ تھے۔ تونسہ شریف معروف جہاں شہر ہے۔ اس کے مضافات میں ڈیرہ اسماعیل روڈ پر معروف قدیمی قصبہ ٹبی قیصرانی ہے۔ ٹبی سے مغربی جانب پہاڑوں کے دامن اور ریت کے ٹیلوں کے وسط میں بستی مالھ ہے۔ مولانا تونسوی اس بستی کے رہائشی تھے۔ ۱۹۵۷ء میں آپ نے اس بستی کے ایک بزرگ جناب اللہ بخش تونسوی مرحوم کے گھر آنکھیں کھولیں۔ ذرا سیانے ہوئے تو ٹبی کے مدرسہ معراج العلوم اور ریتڑہ کی جامع مسجد اور پھر ممدال تحصیل کبیر والا میں قرآن مجید حفظ کیا۔ ان دنوں آپ کے بڑے بھائی قاری منظور احمد صاحب دارالعلوم پیپلز کالونی فیصل آباد میں مدرس تھے۔ ان کے ساتھ فیصل آباد آئے۔ دینی کتب کی تعلیم ابتداء سے دورۂ حدیث شریف تک یہاں حاصل کی۔

۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۶ء تک کا ہنگامہ خیز وقت آپ کا فیصل آباد میں گزرا' آپ ان دنوں کتب کے آخری درجہ میں پڑھ رہے تھے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء یا اس کے بعد جمعہ پڑھنے کے لئے ریلوے کالونی جامع مسجد میں حضرت مولانا تاج محمودؒ کے ہاں تشریف لاتے۔ آہستہ آہستہ معمول بن گیا' ان دنوں مولانا تونسوی سبزہ آغاز تھے۔ معصوم چہرہ' سر پر رومال' اداؤں میں خطیب اہل سنت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ کی جھلک' بول' چال میں مترادف الفاظ کا بے دریغ استعمال' ہم وزن جملوں سے گفتگو کو مرقع حسن بنانا' یہ مولانا تونسوی کی طلب علمی کی زندگی کی نشانیاں قرار دی جاسکتی ہیں۔ مولانا عبدالشکور دین پوری صاحب طرز خطیب تھے جو مولانا نذیر احمد تونسوی کا آئیڈیل تھے۔ خدا کی قدرت کہ کسی حد تک مولانا تونسوی کا چہرہ مہرہ بھی مولانا دین پوری سے میل کھاتا تھا۔ مولانا تونسوی کا حضرت مولانا تاج محمود کے ہاں جمعہ کے لئے آنا' جمعہ کے بعد حضرت مرحوم کے ہاں چائے کی مجلس میں شرکت' اس عمل نے مولانا نذیر احمد تونسوی کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے قریب کردیا۔ مولانا نذیر احمد کی پڑھائی کے

۵۳۰

آخری سالوں میں مولانا تاج محمود مرحوم نے آپ کی ذہن سازی کی کہ آپ مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوجائیں' ادھر آپ نے حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ سے فرمایا کہ نذیر تونسوی کام کا نوجوان ثابت ہوگا' اسے مجلس کے شعبہ تبلیغ میں جذب کرلو۔

فراغت کے بعد مولانا نذیر احمد تونسوی نے دفتر مرکزیہ ملتان میں فاتح قادیان مولانا محمد حیات صاحبؒ کے پاس ردِ قادیانیت پر سہ ماہی کورس کیا۔ اس کلاس میں مولانا عبدالعزیز لاشاری اور حافظ احمد بخش صاحب بھی آپ کے ہم درس تھے۔ حافظ صاحب رحیم یار خان' لاشاری صاحب کراچی اور مولانا نذیر احمد کی کوئٹہ تقرری ہوگئی۔ آپ نے چھ ماہ کوئٹہ گزارے۔ یہ ۱۹۷۷ء کی بات ہے۔ چھ ماہ کوئٹہ میں گزار کر سردیوں میں کراچی آگئے' تو کراچی سے مولانا عبداللطیف آرائیں علی پوری کو کوئٹہ بھیج دیا گیا اور آپ کراچی میں مجلس کے دفتر واقع بندر روڈ پر تبلیغی خدمات انجام دینے لگے۔ مولانا لاشاری دفتری امور کے انچارج اور مولانا تونسوی تبلیغی خدمات کے مسئول تھے۔ سائرہ مینشن میں دفتر ہوتا تھا۔ حافظ محمد حنیف ندیم سہارنپوری ان دنوں صداقت اخبار میں ہوتے تھے۔ ان تینوں حضرات نے مل کر قادیانیت کے خلاف تبلیغی معرکہ گرم کیا۔

حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی نے تقریباً تین سال کراچی میں کام کیا۔ ادھر کوئٹہ میں ان دنوں لیاقت بازار میں کرایہ کی بلڈنگ میں مجلس کا دفتر قائم تھا۔ مجلس کے مبلغ مولانا عبداللطیف تھے۔ مجلس کے کام کے مسئول منظور احمد مغل' اور پرانے حضرات میں مولانا محمد انور صاحب نمایاں تھے۔ مولانا انور اور جناب منظور احمد مغل برسوں سے مجلس کے ساتھ وابستہ تھے۔ مجلس کے کام پر ان کی چھاپ تھی۔ مولانا عبداللطیف صاحب نے خوب کام کیا۔ پورے صوبہ میں دن رات ایک کردیا' مجلس کے کام کو مہمیز لگی' لیکن کوئٹہ شہر کے جماعتی نظم کی شکل ان دو حضرات کی شناخت بن کر رہ گئی تھی۔ چنانچہ مولانا عبداللطیف کو بہاولپور اور مولانا نذیر احمد کا کراچی سے کوئٹہ تبادلہ کردیا گیا۔ یہ ۱۹۸۰ء کے لگ بھگ کا دور ہے۔

مولانا نذیر احمد تونسوی نے ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۵ء تک کا دور کوئٹہ میں گزارا۔ آپ نے تحریکی کام کو آگے بڑھایا۔ آپ کی جماعتی تبلیغی سرگرمیاں بلوچستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل گئیں۔ اسی اثناء میں آپ نے ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت کو بلوچستان میں پروان چڑھایا۔ عوام وخواص

۵۳۱

میں آپ نے کام کیا‘ آپ کی مخلصانہ تبلیغی مساعی کو اللہ رب العزت نے شرف قبولیت سے نوازا۔ کوئٹہ شہر میں اکابر علماء‘ تجار اور دیندار مخلص رفقاء کی بھرپور ٹیم مل گئی۔ مولانا کے سرپرست و امیر حضرت مولانا منیر الدینؒ خطیب جامع مسجد سنہری قرار پائے۔ آپ یادگار اسلاف تھے‘ مخلص صاحب علم و لی عالم دین تھے‘ آپ کا شہر کے دین دار حلقہ میں نمایاں اور امتیازی مقام تھا۔ آپ کی شخصیت کی سحر آفرینی نے حضرت مولانا تونسوی پر کام کرنے کے لئے راستے کھول دیئے۔ آپ نے ان راستوں کو شاہراہوں میں بدل دیا‘ مکران میں ذکری طبقہ کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر آپ نے شب خون مارا تو ان کے خواب و خور حرام کر دیئے۔

حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ بلوچ تھے۔ بلوچی آپ کی مادری زبان تھی۔ پشتو پوری سمجھ لیتے تھے بلکہ بولنے میں بھی طبع آزمائی کر لیتے تھے۔ سرائیکی اور اردو پر تو مکمل دسترس حاصل تھی۔ ان خوبیوں نے آپ کو ہردلعزیز بنادیا۔ ملنسار طبیعت تھی‘ سادہ مزاج تھے‘ لیکن اپنے موقف کے پکے تھے‘ فرماتے تھے کہ پٹھان یا بلوچ علماء میں کام کرنے میں مجھے دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ان کے مزاج و طبیعت سے واقف ہوگئے‘ خوب گھل مل گئے‘ تبلیغی کام نے وسعت اختیار کی۔

اسی دوران وفاقی حکومت نے اسلم قریشی کو کوئٹہ لاکر لیاقت بازار کے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت سے برآمد کرنے کا ڈرامہ کرنا چاہا تو کوئٹہ کے آئی جی نے صاف کہہ دیا کہ ہمارا صوبہ حساس صوبہ ہے‘ مذہبی صوبہ ہے‘ ایسی حرکت کرنی ہے تو (ایک صوبے کا نام لے کر کہا) ...... لے جاؤ۔ حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ ان دنوں کوئٹہ دفتر میں ہوتے تھے۔ اخبار میں خبر چھپی کہ ایران کے بارڈر سے اسلم قریشی برآمد ہوئے۔ حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ نے علماء کا وفد بنایا۔ آئی جی کے پاس جادھمکے۔ انہوں نے تردید کردی کہ یہاں سے برآمد نہیں ہوئے۔ اگلے دن ان کے حوالہ سے خبر شائع ہوئی تو ایجنسیوں کے کارندوں کا منہ کالا ہوا‘ ان کی سازش پر اوس پڑ گئی۔

غرض مولانا تونسوی خوب زرخیز دماغ انسان تھے‘ حضرت مولانا منیر الدینؒ کی سرپرستی اور رفقاء کی محنت سے مجلس کا کوئٹہ میں اپنا ذاتی دفتر قائم ہوگیا‘ زیرک و معاملہ فہم تھے‘ مولانا تونسوی کے کوئٹہ قیام کے دوران میں کراچی دفتر سائرہ مینشن سے پرانی نمائش باب الرحمت کے عقب میں منتقل ہوگیا۔

مرزا طاہر کے فرار کے بعد انگلستان میں کام کی راہیں کھل گئیں۔ کراچی سے ہفت روزہ ختم نبوت کا مجلس کے کام کو ایسے طور پر سنبھالا دیا کہ اس پر انہیں جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔

اجراء ہوگیا۔ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی سرپرستی وشفقتوں نے حضرت مولانا منظور احمد الحسینی کی چلتی پھرتی جوانی کو سراپا تحریک بنادیا۔ دن رات کا فرق رکھے بغیر ان اکابر کی سرپرستی اور رفقاء کی رفاقت میں کام کو اتنی وسعت دی کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ ان دنوں حضرت حاجی لال حسین مرحوم' حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ ایسے اکابر کراچی مجلس کے کام کی سرپرستی کرتے تھے۔ اب حضرت مولانا منظور احمد الحسینی اور دیگر رفقاء بیرون ملک زیادہ وقت دینے لگے' اسی دوران میں کراچی مسجد و دفتر کی تعمیر جدید کا مرحلہ بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر شفقت اور ان حضرات کی مخلصانہ محنت سے سرکرادیا۔ حافظ محمد حنیف ندیم سہارنپوریؒ روزنامہ صداقت کراچی سے ہفتہ وار لولاک فیصل آباد سے ہوکر ہفت روزہ ختم نبوت کراچی میں آ گئے تھے۔

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے وصال کے بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کے مہتمم حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ مقرر ہوئے۔ آپ کے زمانہ میں جامعہ میں کام کی وسعت کے پیش نظر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ نے اپنا دفتر بنوری ٹاؤن سے جامع مسجد باب الرحمت میں منتقل کرلیا۔ آپ کے تشریف لانے سے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے درودیوار کے مقدر جاگ گئے۔ دارالافتاء قائم ہوگیا۔ خانقاہی نظام چل نکلا' دن بھر عوام کا رش رہنے لگا' کتب چھپ رہی ہیں' رسائل کی کمپوزنگ ہورہی ہے' ڈاک کی ترسیل و وصولی کا عمل ہورہا ہے' شہر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تبلیغی پروگراموں کی ترتیب بن رہی ہیں۔ اس ہنگامہ خیز کام کو سنبھالنے کے لئے ۱۹۹۶ء میں حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی کوئٹہ سے کراچی تشریف لائے۔ آپ پہلے تین سال یہاں کام کرچکے تھے۔ شہر کے کوچہ و بازار سے واقف تھے۔ آپ نئے جذبہ سے آئے' نئی حکمت عملی اپنائی' نئے رفقاء کی ٹیم ملی' اکابر کی شفقتوں ومحبتوں کے زیرسایہ کام کی نیو اٹھائی' اب تو وہ کراچی کے محبوب خطیب اور رہنما بن گئے تھے۔ دن میں کئی کئی پروگرام عام معمول بن گئے تھے۔ معاملہ فہم تھے' دفتر میں ہر آنے جانے والے سے ڈیل کرنا آپ کا خاص فن تھا' ہر دلعزیزی کے مقام پر قدرت نے آپ کو فائز کیا تھا۔ حضرت لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے سانحہ کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری کی رفاقت اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ کی راہ نمائی سے مولانا تونسویؒ نے

کراچی کے ماحول نے آپ کو ایک سلجھا ہوا سفارت کار بنا دیا۔ آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے کیس کو جہاں لے کر گئے' کامیاب رہے۔ حکومت سے ملاقات' سرکاری حلقہ سے گفتگو' پولیس کے معاملہ میں' سرکاری دفاتر میں' رفقاء کے کام' تبلیغی خدمات' بیان عام وخاص' ملاقات وگفتگو پر آپ کو ایسی دسترس حاصل ہوگئی تھی جو آپ کا خاصہ تھی' بولتے نہ تھے بلکہ موتی رولتے تھے' عام فہم سادہ مگر دل نشین گفتگو کے بادشاہ تھے' کوئی بھی قادیانی آتا تو آپ کی محبانہ ومخلصانہ تبلیغ سے مسلمان ہوجاتا۔ قادیانیوں کی کثیر تعداد کو آپ نے قبول اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا' یہ آپ کی نجات کے لئے کافی ہے۔ من موہ لینے والی آپ کی شیریں گفتاری کے تذکرے مدتوں رہیں گے۔

آپ کراچی تشریف لائے تو حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ پٹھان' مولانا نذیر احمد تونسویؒ بلوچ' دونوں بہادر' دونوں عالم دین' دونوں حق گو' دونوں خاندانی مجاہد' دونوں دل کے بادشاہ اور آنکھ کے غنی' دونوں اسلام کی سربلندی کے لئے سر بکف' البتہ حضرت تونسوی صاحب بہت دھیمے مزاج اور پختگی سے کام کو آگے بڑھانے کے خواہش مند وکاربند تھے۔ وہ تمام جھمیلوں سے بچ کر صرف اور صرف عقیدۂ ختم نبوت کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے تھے' جبکہ حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان نے تو دین اسلام کی خدمت کا کوئی ایسا شعبہ نہیں چھوڑا جس میں آپ نے اپنا مخلصانہ حصہ نہ ڈالا ہو' اب مولانا مفتی محمد جمیل خان برطانیہ گئے تو تونسوی صاحب بھی جارہے ہیں' حج پر دونوں اکٹھے' خوب جوڑی بنی' خوب انہوں نے ایک دوسرے کا ساتھ دیا' چناب نگر کانفرنس یا اندرون سندھ کے پروگرام' غرض شرق وغرب' عرب وعجم' کراچی وقلات ہر جگہ دونوں حضرات کی محبتوں اور دینی رشتہ نے ایک دوسرے کا ساتھ نبھایا۔ دنیا سے منہ موڑا' ہم جیسے پسماندگان سے جدائی اختیار کی تو بھی ایک ساتھ' رہے نام اللہ کا۔

بقیہ: حضرت مفتی صاحبؒ

چارہ نہیں' بے رونق وڈھیٹ بن کر بقیہ زندگی ان کے بغیر بسر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہادت کے منصب سے سرفراز کیا' ہماری بقیہ زندگی کو بھی اللہ تعالیٰ بارونق فرمادیں تو اس کی شان سے کیا بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی عقیدۂ ختم نبوت کی خدمت کے لئے گزارنے کی توفیق دیں' خاتمہ بالایمان ہوجائے کل قبر وقیامت میں اپنے اکابر ومجاہدین ختم نبوت کا ساتھ نصیب ہوجائے۔ اے قادر کریم! تو ایسے ہی فرما۔ مجھے بھی اسی طرح سرخرو فرمانا جس طرح ان کو سرخرو فرمایا ہے۔ تیرے خزانہ میں کیا کمی ہے؟ پروردگار' تیری تقدیر پر راضی ہیں جو ہوا تیری مرضی سے ہوا' جو ہوگا تیری مرضی سے ہوگا' ہم سب کو اپنی رضا نصیب فرما۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ کا وصال!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ!

سنا ہے یا کہیں پڑھا ہے کہ نئی صدی کے ابتدائی پچیس سالوں میں جانے والی صدی کا خلاصہ وزبدہ اور ماحصل اٹھا لیا جاتا ہے۔ یہ صحیح یا غلط۔ لیکن تجربہ سے ایسے ہی لگتا ہے۔ کل کی بات ہے۔ حضرت مولانا عبدالشکور ترمذیؒ حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ اور حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ معمولی وقفہ سے تقریباً دو تین ماہ میں یہ چار حضرات ایک ساتھ چل بسے۔ ابھی آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ ، حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحبؒ شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ یہ چاروں حضرات بھی یکے بعد دیگرے چند ہفتوں کے وقفہ سے چل بسے۔ ابھی حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کی جدائی کو بھلا نہ پائے تھے کہ حضرت مولانا مفتی محمد انور شیخ الحدیث ومہتمم دار العلوم کبیر والا ۳/نومبر مطابق ۱۹/رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ بروز بدھ صبح تین بجے میو ہسپتال لاہور میں بعارضہ جگر' اللہ رب العزت کو پیارے ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

حضرت محمد انور صاحبؒ حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ کے صاحبزادہ تھے۔ حضرت مولانا علی محمد علاقہ جتوئی مظفر گڑھ کے رہائشی تھے۔ دار العلوم دیوبند سے دورہ حدیث شریف کیا۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تدریس کرنے لگے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ جامعہ قاسم العلوم میں حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ یہ آج سے ۵۴/سال قبل کی بات ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا عبدالخالق المعروف صدر صاحبؒ جو حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد رشید تھے۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان کی مسند حدیث کے صدر نشین تھے۔ بعد میں آپ نے کبیر والا میں دار العلوم کی بنیاد رکھی تو حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ بھی آپ سے نیاز مندانہ تعلقات کے باعث ساتھ ہی کبیر والا آگئے۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ ایک فاضل اجل یگانہ روزگار دینی وعلمی شخصیت تھے۔ آپ کی تدریس کا سکہ پورے علاقہ پر حاوی تھا۔ معقول ومنقول کے آپ جامع تھے۔ بولتے کیا تھے موتی رولتے اور سیپ پروتے تھے۔ افہام تفہیم کا حسن آپ کو قدرت نے دیا تھا۔ خود بھی انتہائی وجیہہ انسان تھے۔ آپ کے علم وفضل کے چرچوں سے علاقہ مسحور تھا۔ دار العلوم آپ کے اہتمام میں رفعتوں کی منزلیں طے کرنے لگا۔

یوں حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ کو قاسم العلوم اور دار العلوم دونوں شہرۂ آفاق درسگاہوں سے کسب فیض کا موقعہ ملا۔ دار العلوم کبیر والا سے فراغت کے بعد جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے آپ نے

افتاء کا کورس کیا۔ پھر دارالعلوم میں تدریس پر لگ گئے۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ کے بعد حضرت مولانا منظورالحق صاحبؒ اور حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ دارالعلوم کے یکے بعد دیگرے مہتمم مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ نے اہتمام کی ذمہ داریوں کو سنبھالا۔

حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ کا خانقاہی تعلق خانقاہ سراجیہ کے بانی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان صاحبؒ سے تھا۔ ان سے آپ بیعت تھے۔ خانقاہ سراجیہ کے دوسرے شیخ حضرت مولانا محمد عبداللہ المعروف حضرت ثانیؒ نے آپ کو خلافت سے نوازا تھا۔ حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ علوم ظاہری و باطنی کے شناور تھے۔ شریعت وطریقت دونوں پٹڑیوں پر حضرت مولانا عبدالخالق صاحبؒ کے علم وفضل کی گاڑی دوڑتی تھی۔ حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ ہوں یا حضرت مولانا منظورالحق صاحبؒ یا حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ ان سب حضرات کا بھی بانی جامعہ کی طرح یہی مزاج تھا۔ دارالعلوم کبیروالا کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کے فضلاء کی اکثریت تدریس کے کام کو سنبھالتی ہے۔ حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ ایک متقی، پرہیزگار، درویش صفت عالم دین ومہتمم تھے۔ نام ونمود سے کوسوں دور تھے۔ عاجزی وانکساری کا مجموعہ تھے۔ عجز میں جتنا یہ جھکتے گئے قدرت ان کو اتنا بلند کرتی گئی۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ حتی الی السماء السابعہ کا مصداق تھے۔

ایک حدیث کا مفہوم یوں ہے کہ بعض پراگندہ حال، بکھرے ہوئے بال، مٹی سے چہرہ اٹا، کپڑے گرد آلود، آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر قسم اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرمادیتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ یقیناً گودڑی کے ان چھپے ہوئے لعلوں میں سے ایک لعل تھے۔

دارالعلوم کبیروالا میں شعبہ بنات کا اضافہ آپ کے دور اہتمام میں ہوا۔ دارالعلوم کی کوہ قامت جامع مسجد کی تعمیر ثانی آپ کے دور اہتمام میں ہوئی۔ دارالحدیث کی سہ منزلہ اور دیگر دو منزلہ تعمیرات کا سیلاب آپ کے زمانہ اہتمام میں آیا۔ دارالعلوم کے طلباء کی تعداد چار پانچ صد سے متجاوز ہوکر پندرہ صد تک پہنچ گئی۔ بنین وبنات کے فضلاء وفاضلات کی سالانہ تعداد نے سینکڑوں کی حدود کو چھونا شروع کردیا۔ غرض حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ نے اپنے اکابر کی محنتوں کے ثمرات کو ایسا سلیقہ سے سنبھالا کہ دارالعلوم کبیروالا کے درودیوار آپ کے اہتمام کے زمانہ میں تعلیمی وتعمیراتی دونوں طرح سے جگمگا اٹھے۔ حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحبؒ جامعہ کے شیخ الحدیث تھے۔ ان کے وصال کے بعد آپ جامعہ کے شیخ الحدیث قرار پائے۔ یوں اہتمام، افتاء وشیخ الحدیث کے تمام مناصب عالیہ کے آپ جامع ہوگئے تھے۔

دیگر دینی اداروں سے آپ کا تعلق خاطر قابل رشک تھا۔ لیکن عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر آپ دل وجان سے فداء تھے۔ مجلس کے رفقاء اشتہار لگوانے کے لئے جاتے۔ آپ سے ملتے تو آپ اشتہار لے کر سریش اپنی جیب سے خرید کر پورے علاقہ میں اشتہار لگوادیتے اور دوستوں کو شرف میزبانی سے نواز کر واپس کردیتے۔ فرماتے تھے کہ یہی تو ایک دینی جماعت ہے جس کی خدمت پر طبیعت کو انشراح کلی ہے۔ ملتان آتے جاتے دفتر مرکزیہ تشریف

لاتے۔ سالانہ ختم نبوت کانفرنس ملتان پر تشریف لاکر سٹیج کو رونق بخشتے۔ مجلس کے علماء ومناظرین کو بلاکر طلباء وطالبا[ت] میں ختم نبوت کی اہمیت اور رد قادیانیت پر ریفریشر کورس کراتے۔

غرض حضرت مولانا محمد انور صاحبؒ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ قدرت نے انہیں دردمند دل سے نوازا تھا۔ وہ محنت ومشقت برداشت کرکے ترویج واشاعت علوم دینیہ کے لئے کوشاں رہے۔ وفاق المدارس ک[ی] عاملہ کے رکن رکین تھے۔ کئی جامعات کی مجلس شوریٰ کے رکن ہوں گے۔ تعلیم کے بعد پچیس تیس سال آپ کے خو[ن] محنت اور بھرپور محنت میں گزرے۔ اس کے صدقہ میں قدرت نے آپ کو محبوبیت کے مقام پر سرفراز کردیا تھا۔ جس [کا] مظاہرہ جنازہ کے موقع پر دیکھا گیا۔ چہار سو پنجاب سے ہزاروں کی تعداد میں علماء ومشائخ کی تشریف آوری او[ر] جنازہ پر ہر آنکھ کا اشکبار اور ہردل کا مغموم ہونا آپ کے مقام محبوبیت کی غمازی کررہا تھا۔

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ اپنے گرامی قدر وال[د] حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ کے پہلو میں آسودہ خاک ہوئے۔ حق تعالیٰ ان کی سیأت سے درگزر فرمائیں۔ ان کے حسنات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کی کفالت فرمائیں۔ وہ کیا گئے رونق چمن ک[و] ساتھ لے گئے۔ گلستان دارالعلوم کبیروالا کی اللہ رب العزت جل شانہ حفاظت وصیانت فرمائیں اور اس کی بہار دو[بارہ] کو صدا بہار بنادیں۔ آمین! ثم آمین!

علوم قرآنیہ ونبویہ کے شائقین کے لئے

بشارت عظمیٰ

بذریعہ ڈاک گھر بیٹھے طلبا وطالبات کورس کرکے سند حاصل کریں۔

اپنی نوعیت کا منفرد سلسلہ ہر مسلمان کی اولین ضرورت

تفسیر قرآن مقدس کا ایک سالہ کورس	ترجمہ قرآن کا سہ ماہی کورس	تجوید وقرأت (قاری معلم/معلمہ) ایک سالہ کورس
سہ ماہی قواعد التجوید قاری/قاریہ ٹیچر ٹریننگ کورس	فاضل عربی عربی معلم/معلمہ ایک سالہ کورس	ششماہی حدیث نبوی کورس
سہ ماہی فہم قرآن کورس	سہ ماہی تعلیم النساء کورس	سہ ماہی عربی لینگویج کورس

پراسپیکٹس وداخلہ فارم کیلئے: 20 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں۔

ڈاک کا ایڈریس: مشتاق الرحمٰن عثمانی۔ پوسٹ بکس نمبر 3357
کراچی نمبر 43۔ پوسٹ کوڈ نمبر 75210۔ موبائل: 0320-4076874

مجاہد ختم نبوت... حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحبؒ

!......

مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ ایڈیٹر ہفت روزہ المنبر فیصل آباد ایک عبقری انسان تھے۔ قدرت نے ان کے پہلو میں حساس دل رکھا تھا۔ امت مسلمہ کی کسی پریشانی پر وہ پریشان ہو جایا کرتے تھے۔ اس پریشانی کے حل کے لئے وہ اس وقت تک بے چین رہتے جب تک وہ اسے حل نہ کرا لیتے۔ یا یہ کہ جو کچھ وہ کر سکتے تھے۔ نہ کر گزرتے۔ فقیر راقم الحروف کا ۱۹۶۷ء میں لائل پور مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے طور پر تقرر ہوا۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا تاج محمودؒ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ حضرت مولانا محمد صدیقؒ حضرت مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ کا طوطی بولتا تھا۔ حضرت مولانا تاج محمود تحریکی اور حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ علمی میدان میں فتنہ قادیانیت کے خلاف سرگرم تھے۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ نے تبلیغ کا محاذ سنبھال رکھا تھا۔ حضرت مولانا محمد صدیقؒ تدریس' مناظرہ اور انتخابی سیاست کے شناور تھے۔ حضرت مولانا صاحبزادہ افتخار الحسنؒ اور حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ دونوں آسمان خطابت کے درخشندہ ستارے تھے۔

ان حضرات کا باہمی ربط و میل جول قابل رشک تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دیوبندی' بریلوی جنگ کا سیز فائر ہو چکا تھا۔ لیکن ابھی تک تلخی کی گرد نہ بیٹھی تھی۔ اس زمانہ میں حضرت مولانا تاج محمودؒ اور حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ اتحاد بین المسلمین کے لئے مقامی اور قومی سطح پر کوشاں تھے۔ حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ اہل حدیث مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن دل و دماغ کے اعتبار سے بہت ہی وسیع المشرب تھے۔ زندگی بھر وہ جامع مسجد جناح کالونی میں دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ حضرت مولانا کی یہ خوبی تھی کہ وہ وقت کے بہت پابند تھے۔ صبح سے شام تک ان کا تمام وقت کمپیوٹرائز ہوتا تھا۔ نماز میں تکبیر تحریمہ اور صف اول کی پابندی کے خوگر تھے۔ گرمی' سردی' معمولی بیماری' بارش اور آندھی ان کے نزدیک کوئی عذرات نہ تھے۔ وہ مسجد میں قدم رکھتے۔ جماعت کھڑی ہو جاتی۔ گویا ان کا ایک ایک قدم بھی ضابطہ کا پابند تھا۔

حضرت مولانا نے اپنی زیر ادارت ہفت روزہ المنبر کا اجراء کیا۔ تمام تر اشاعتی مشکلات کے باوجود اس کی اشاعت میں تسلسل کو قائم رکھا۔ ان کے رسالہ کے زیادہ تر موضوعات حالات حاضرہ پر قوم کی رہنمائی۔ ان پر بے لاگ تبصرہ و تجزیہ۔ تعلیمی میدان میں امت کی رہنمائی۔ اتحاد بین المسلمین' مسئلہ ختم نبوت اور منکرین ختم نبوت کا علمی

دوا تفاقی تعاقب واحتساب تھے۔ یہ اس رسالہ کا طرہ امتیاز تھا۔ حضرت مولانا موصوف دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث' حنفی نزاعات پر بالکل نہ لکھتے تھے۔ ہاں کبھی ماحول کی تلخی دیکھ کر فریقین سے اصلاح احوال کے لئے ضرور خامہ فرسائی کرتے تھے۔

اسلامیان فیصل آباد پر مولانا کا یہ عظیم احسان ہے کہ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کو آپ نے فیصل آباد میں بلایا۔ ان کے علاوہ دیگر ملکی و غیر ملکی تعلیمی مذہبی شخصیات کو انہوں نے اپنے قائم کردہ ادارہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ سرگودھا روڈ فیصل آباد میں بلا کر ان کے خیالات سے اسلامیان فیصل آباد کو بہرہ ور کیا۔

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ ایک سچے دردمند عالم دین تھے۔ آپ نے قادیانیوں کے خلاف صدائے حق بلند کی۔ لیکن اس میں بھی شائستگی اور دعوت وانذار کے پہلو کو نمایاں رکھا۔ آپ نے قادیانیوں سے پہلا خطاب کے نام پر ایک پمفلٹ بھی شائع کیا۔ جو ان کی تقاریر کے نکات پر مشتمل تھا۔

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ تحریک کے یوم اول سے یوم فتح تک مسلسل تین ماہ انہوں نے اپنے اوپر خواب وخور حرام کر کے اس کے لئے کام کیا۔ آپ کی خدمات وشخصیت کے پیش نظر آپ کو آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا رکن رکین بنایا گیا۔ آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ آپ کی رائے کو بڑے احترام سے سنتے اور اسے دل میں جگہ دیتے تھے۔ حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ بہت زرخیز دماغ کے آدمی تھے۔ مشکل اور آڑے وقت میں حالات کا ایسا تجزیہ کر کے ایسی تجاویز لاتے جو حاصل مجلس ہوا کرتی تھیں۔ حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ تجاویز کے بادشاہ تھے۔ جس موضوع پر گفتگو کرتے اس کی ایک ایک جزئی تک کی تفصیل سے پردہ اٹھاتے۔ مثلاً ایک بات کی تین قسمیں ہیں۔ تیسری قسم چار صورتوں سے خالی نہیں۔ چوتھی صورت کی پانچ وجہیں ہوسکتی ہیں۔ پانچویں وجہ کو آپ گیارہ حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی بھی مسئلہ کی تقسیم در تقسیم سے جو آپ نتیجہ نکالتے گویا صورت حال کا عرق کشید دیتے تھے۔ بایں ہمہ گفتگو اتنی مربوط ہوتی تھی کہ اس سے کوئی اکتاہٹ نہ ہوتی تھی۔ ہر بات کو وہ اس طرح چھلنی میں چھان دیتے تھے یا اس کا ایسا الٹرا ساؤنڈ کر دیتے تھے کہ اس سے بہتر تشخیص وتجویز نہ ہوسکتی تھی۔

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ صحیح معنی میں مزاج شناس اور حکیم تھے۔ ان کی باتیں حکمتوں کے موتی اور ان کے مشورے جواہر پارے ہوتے تھے۔ حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جس قائدانہ شان سے ملک وقوم' عوام وحکمرانوں کی رہنمائی کی وہ آپ کی بالغ نظری کی دلیل ہے۔

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ نے ملک کے طول وعرض کے دورے کئے۔ عوام میں تحریک کی روح کو پھونکا۔ مرکزی ومقامی ختم نبوت کانفرنسوں میں شرکت کی۔ ان تمام تر کوششوں کے ساتھ ساتھ ایک ایسی خدمت کی اللہ رب العزت نے آپ کو توفیق بخشی جو آپ ہی کا حصہ ہے۔

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ نے قادیانی عقائد ونظریات کے اصل کتابوں سے حوالجات کی فائل یا محضرنامہ تیار کیا۔ قادیانی کتب کے فوٹو لے کر قومی اسمبلی کے تمام اراکین تک پہنچایا۔ گویا پوری امت کی طرف سے اس نوعیت کا فریضہ سرانجام دیا کہ تمام ممبران قومی اسمبلی تک گویا قادیانی کتب کے مندرجات کو دیکھنے تک کی رسائی ہوگئی۔ یہ کام آپ کا بڑا وقیع بھی تھا اور منفرد بھی۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے بعد جناب جنرل ضیاء الحق مرحوم تشریف لائے۔ آپ نے موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ ان تک رسائی حاصل کی اور اپنی اجلی سیرت وبلندی کردار کے باعث جنرل صاحب کے دل میں اتر گئے اور پھر قومی مسائل میں ان کی جس طرح آپ نے دینی رہنمائی کی وہ آپ کا ہی حصہ ہے۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے لئے جنرل محمد ضیاء الحق کو قائل کرنے میں آپ نے بڑا موثر کردار ادا کیا۔ اس پر ان کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کا قلب آئینہ کی طرح شفاف تھا۔ جس صاف گوئی سے وہ کام لیتے وہ آپ کا ہی حصہ تھا۔ جس سے ناراض ہوں فوراً چہرہ بتادیتا تھا کہ اس سے قلب میں تکدر ہے۔ جس پر راضی ہوں اس پر مہربانی کی برسات برسادیتے تھے۔

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ بڑے مردم شناس تھے۔ ان میں تکبر نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ البتہ وضع دار ضرور تھے۔ پوری زندگی وضع داری میں گزاردی۔ مرحوم بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرن چنیوٹ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعوت پر آپ ضرور تشریف لاتے۔ ان کے خطاب کو بڑے احترام سے سنا جاتا۔ گھن گرج، جوش وخروش، ترنم وشاعری سے ان کا خطاب خالی ہوتا تھا۔ سادہ بے تکلف گفتگو کرتے تھے اور دل موہ لیتے تھے۔

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کے رسالہ المنبر کے احتساب نے ربوہ کے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ المنبر کا ہر شمارہ قادیانیوں کے پاؤں کے نیچے زمین کو لوہے کے توے سے زیادہ گرم کردیتا تھا۔ قادیانی ننگی کاناچ ناچنے لگ جاتے اور اول فول پر اتر آتے تھے۔ لیکن حکیم صاحبؒ نے کبھی ان کے اول فول کی پرواہ نہ کی۔ اپنا فرض ادا کئے گئے۔ دیانتداری کی بات ہے کہ حضرت مولانا محمد حسین بٹالویؒ اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے بعد قلمی طور پر اہل حدیث مکتب فکر سے حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کی خدمات تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ حکیم صاحبؒ تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں کے قدردان تھے۔ خود فقیر راقم الحروف چشم دید گواہ ہے کہ حضرت حکیم

صاحبؒ نے جس طرح حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ‘ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ‘ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ‘ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ‘ حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ‘ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کا دل و جان سے احترام کیا ہے اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی ہے۔

حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ ایک صاف دل و دماغ‘ اجلی سیرت اور بلند کردار انسان تھے۔ دھان پان جسم تھا۔ لکھنوی مزاج تھا۔ گفتگو میں احتیاط۔ ہر بول تول کر بولتے اور ہر قدم پھونک کر رکھتے اور سوچ کر اٹھاتے تھے۔ ان کی مربوط گفتگو دل لبھانے والی ہوتی تھی۔ شہد سے میٹھی رسیلی گفتگو کرتے تھے۔ تکلف سے کوسوں دور ہونے کے باوجود اجلا لباس حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کی وضع داری کی علامت یا شخصیت کی پہچان تھا۔ قراقلی ٹوپی‘ سفید لمبی داڑھی‘ نورانی چہرہ‘ سفید لباس‘ چلتے تھے تو علم کا وقار قائم ہوجاتا تھا۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں۔ کیا خوبیوں کے مالک تھے۔

مجالس میں اختلاف رائے کے جلال کو بھی فقیر نے دیکھا۔ لیکن اس میں اپنے موقف کی حقانیت ضرور ہوتی تھی۔ کس مسلمان کی دل آزاری نہ ہوتی تھی۔ آج مخاصمت ومجادلہ کے دور میں ان لوگوں کو تلاش کرنا مشکل اور بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی آخرت کی مشکلات آسان فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں آسانیاں اور راحتیں دی تھیں۔ انہوں نے محنت کرکے رزق حلال کمایا اور مخلوق خدا اور امت مصطفیٰ کی خدمت کی۔ وہ دین کے سپاہی اور ملک کے پہرہ دار تھے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ انہوں نے اپنے فرائض سے کبھی کوتاہی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کی مساعی کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہوچکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جاچکا ہے۔ لیکن تاحال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرماکر مشکور فرمائیں۔ ادارہ

عید مبارک!

ماہنامہ لولاک کی طرف سے قارئین لولاک کو دلی عید سعید مبارک ہو۔ ادارہ!

البیان الرفیع... بیان در مقدمہ بہاول پور!

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ

حامداً و مصلیاً!

عالم نبیل فاضل جلیل مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند بہت بلند پایہ فاضل تھے۔ مدتوں تک دارالعلوم دیوبند میں مفتی کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے ہیں۔ فتنہ مرزائیہ کی تردید میں آپ کی بہت سی مصنفات ہیں۔ مگر ختم نبوت تین حصوں میں ایک لاجواب تصنیف ہے۔ آپ کا بیان ۲۱/اگست ۱۹۳۲ء کو ڈسٹرکٹ جج صاحب بہاولپور کی عدالت میں ہوا۔ بیان ۷ بجے صبح سے شروع ہوا اور گیارہ بجے مختار مدعا علیہ نے جرح کی جو ۲۱/اگست کو ۱ بجے ختم ہوئی۔ مفتی صاحب نے مختار مدعا علیہ کی جرح کے مسکت جواب دیئے اور مرزائیت کے کفر و ارتداد کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا۔ مفتی صاحب کا یہ بیان جن معارف و حقائق علمیہ کا خزینہ ہے۔ اس کا صحیح اندازہ پڑھنے سے ہوسکتا ہے۔ اسے لولاک میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ادارہ!

منکر ختم نبوت بالاجماع کافر و مرتد ہے

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف میرے نزدیک بلکہ تمام علمائے امت کے نزدیک یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے وہ کافر و مرتد ہے اور اسکا نکاح کسی مسلمان عورت سے جائز نہیں۔ اگر نکاح کے بعد یہ عقائد اختیار کرے تو نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور بغیر حکم قاضی اور بلا عدت اسے دوسرا نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ اس کے ثبوت کیلئے سب سے پہلے میں عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں۔ کہ کس وقت ایک مسلمان کو کن افعال یا اقوال کی بناء پر کافر کہا جاسکتا ہے۔ یہ بات مسلّم ہے کہ خدائے تعالیٰ یا اس کے رسول کا انکار کفر ہے۔ لیکن یہ بات ذرا توضیح طلب ہے کہ رسول کے انکار کے کیا معنی ہیں؟۔

رسول ﷺ کے انکار کے معنے

میں سب سے پہلے ایک آیت پیش کرتا ہوں۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے: ’’فلا وربك لا يؤ منون

حتیٰ یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوافی انفسهم حرجا ممّا قضیت و یسلّموا تسلیما ۰ نساء ٦٥''

اس آیت میں صراحۃً بیان کیا گیا ہے کہ وہ شخص ہرگز مومن نہیں ہو سکتا جو آنحضرت ﷺ کو اپنے تمام معاملات میں حکم نہ بنائے اور آپ ﷺ کے فیصلہ کو ٹھنڈے دل سے قبول نہ کرے۔اس آیت کی تفصیل میں حضرت امام جعفرؒ صادق فرماتے ہیں کہ:''لو ان قوما عبدوالله تعالیٰ واقاموالصلوٰة واتوالزکوٰة وصاموا رمضان وحجوا البیت ثم قالوالشئی ضعه رسول الله ﷺ الا ضع خلاف ماضع اوو جد وافی انفسهم حرجاً لکا نوا مشرکین ۰'' (روح المعانی ج۲ جز۵ ص٦٥)

جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی قوم یا جماعت خدا کی عبادت کرے۔نماز پڑھے' زکوٰۃ دے' روزے رکھے اور سارے اسلامی کام ادا کرے۔لیکن آنحضرت ﷺ کے کسی فعل پر حرف گیری کرے وہ مشرک ہے۔

خدااوررسول ﷺ کے حکم کاانکار کفر ہے

اس بناء پر تمام علمائے امت کا اتفاق ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کفر ہے۔اسی طرح ان کے کسی ایک حکم کا نہ ماننا بھی کفر ہے۔

ابلیس کا کفر' انکار حکم کی وجہ سے ہے

سب سے پہلا کافر ابلیس مانا جاتا ہے۔وہ اسی قسم کا منکر ہے۔وہ خدا کا منکر نہیں صرف خدا کے ایک حکم نہ ماننے کی وجہ سے کافر مانا گیا ہے۔اس لئے میں اس کے متعلق چند علماء کی عبارتیں پیش کرتا ہوں:

۱..........''شرح مقاصد (بحث سابع فی حکم مخالف الحق طیّ من اهل القبلة) لیس بکافر مالم یخالف ماهومن ضروریات الدین ''اس کے بعد اسی کتاب میں ہے:''فلا نزاع فی کون اهل القبلة المو اظب طول العمر علی الطاعات با عتقاد نفی الحشر ونفی العلم با لجزیات اونحوذالك کذالك بصدور شیئی من موجبات الکفر عنه ''اس عبارت کا مطلب ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے جو شخص ساری عمر مداومت کرنے والا ہو۔جب وہ قدم عالم کا قائل ہو جائے یا حشر کا انکار کرے یا اس کے امثال کا تو وہ کافر ہے یا ایسا ہی کوئی اور حکم موجبات کفر ہے میں سے اس سے صادر ہو۔

اہل قبلہ کا معنی

حضرت ملا علی قاریؒ تحریر کرتے ہیں:''اعلم ان المراد باهل القبلة الذین اتفقوا علی ماهو من ضروریات الدین کحدوث العالم وحشر الا جسادو علم الله با لکلیات والجزئیات وما

ضروریات الدین من المسائل فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم او نفي الحشر ونفي علمه سبحانه با لجزيات ولا يكون من اهل القبلة وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لايكفر مالم يوجد شئى من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئى من موجباته · شرح فقه اكبر ص ۱۸۹“

یعنی اہل قبلہ (جن کی تکفیر نہیں کی جاتی) سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جو ضروریات دین پر متفق ہوں۔ تو جو شخص ساری عمر طاعات وعبادات پر مداومت کرے۔ مگر قدم عالم اور نفی حشر کا قائل ہو۔ وہ اہل قبلہ نہیں ہے اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب تک کوئی چیز علامات کفر میں سے اس میں نہ پائی جائے۔ اس وقت تک اس کی تکفیر نہ کی جائے۔ علامہ شامی در المختار جلد اول ص ۴۱۴،۴۱۵ باب الامامة میں ہے: ”لا خلاف في تكفير المخالف في ضروريات الاسلام من حدوث العالم وحشر الا جساد و نفي العلم با الجزئيات وان كان من اهل القبلة المواظب طول عمره على الطاعات كمافي شرح التحرير“

یعنی امت میں کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ جو شخص ضروریات اسلام کا مخالف ہو۔ وہ کافر ہے۔ اگرچہ اہل قبلہ سے ہو اور ساری عمر عبادات پر مداومت کرے۔ یہی مضمون بحر الرائق۔ شرح کنز باب المرتدین اور غایۃ التحقیق شرح حسامی اور کشف الاصول میں ہے۔ نبراس میں علمائے محققین کی تحقیق اس طرح نقل فرمائی ہے: ”اهل القبلة في اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين اى الا مور اللتيى علم ثبوتها في الشرع واشتهر · النبراس شرح شرح العقائد ص ۲۴۲“

یعنی متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ وہ شخص ہے جو تمام ضروریات دین کی تصدیق کرے۔ یعنی وہ امور جن کا ثبوت شریعت میں معلوم ومشہور ہے۔“ جو شخص ضروریات دین میں کسی چیز کا انکار کرے۔ وہ اہل قبلہ میں سے نہیں۔ اگرچہ طاعات میں انتہائی کوشش کرنے والا ہو۔ ایسے ہی وہ شخص جو کسی ایسے کام کا مرتکب ہو۔ تکذیب رسول کی علامت ہے۔ جیسے توہین کسی امر شرعی کی یا کسی امر شرعی کا استہزاء کرنا۔

یہاں تک کہ علمائے محققین کی چند شہادت اس بات پر پیش کی ہیں کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا انکار کفر ہے۔ ایسے ہی آپ ﷺ کے احکام میں سے کسی ایک قطعی حکم کا انکار بھی کفر ہے۔ قطعی الثبوت سے میرا مطلب وہ حکم ہے جو اسلام میں ایسا مشہور ومعروف ہے کہ امت ’قرون اولیٰ سے لے کر آج تک ایسا ہی سمجھتی چلی آئی ہے۔

قطعی الثبوت اور ضروریات دین میں فرق

قطعی الثبوت اور ضروریات دین میں اتنا فرق ہے کہ ضروریات دین ان کو کہا جاتا ہے۔ جن کا ثبوت تو

دیکھئے ایسا ہی صحیح ہر گز وکر ے ہمیشہ ایسی ہی نتی ہی و النبوت، وہ چیز ہے جس کا ثبوت
ضرت علیہ اصلوٰۃ والا ے تا پر قطعی ہو خو امر ی کا وکر اسے ہر جو نا ہو۔ اس لئے قطعی
ت۔ اقرار کرنے والا ہو کر ے اس کا تکلیف اس لو کری ہوتے ضروریات دین کا منکر مطلق کافر
۔ اس میں تبلیغ سے نہ کی ہو اور ت جو یں نے اس کو تحقیق ۔ ثابت کی ہے۔ تو مرزا قادیانی اور
کے تبع ان کو ں جو یانی آ تا ہے:
’’ دنیا افراد قوم پر ہے ترکہ دو ہے اب کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار
تا ہے رآ نحضرت ﷺ کو اکا ہے دو ایہ نرے شاہ مسیح مو ہیں مانتا۔ اس کو باوجود اتمام
کے ہوتا از ہے جو جانے کے بارے میں خدا او ل ۔ تا ید کی ہے۔ اور پہلے
کی بور میں ہی کو ئی اس لئے کہ وہ را اور رسول ایمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اگر
سے دو ھا جا ہے بیہ تم کے ہیں داخل ہیں (حقیقۃ الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)
اور اس کی ب ہر تا
’’علاوہ ہ ہمیں ہے۔ را اور رسول نہیں مانتا‘‘ (حقیقۃ الوحی ص۱۶۴، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸)
نیز مرزا ولی اللہ بیان قرآن مجید میں ہے: ترجمہ: ان الذین یکفرون
لله ورسله یرید ا بین الله ورسله کے تحت لکھتا ہے کہ:’’اللہ اور اس کے
دین تفرقہ ہے ف م مان اور رسول کا انکار رو جیسے برابر ہیں بلکہ یہ بھی کہ بعض
دین کو ان لو او ض اللہ کر بل کتب کا احا ت ہے او یہ لئے کہ اللہ کے کسی رسول کا انکار
اللہ کا انکار ہے۔
نیز مرزا قادیانی نے شهد انه نه سل ب نه لله الفرقان وتتبع اقوال
ول الله وتتبع الرسول ونقبل ما اتی بہ دلیله الا اع بدلا الزمان لا نزید
بھا لا نذ ں ونه علینا نم ت من زاد هذه الشریعه مثقال ذرۃ
قص منها او انکر عقیدۃ علیه لعنة الله والملائکه والناس اجمعین.‘‘
(انجام آتھم ص۱۴۴، خزائن ج۱۱ ص۱۴۴)
’’ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعا آن ہے تمسک کرتے ہیں اور اقوال کا اتباع کرتے ہیں
ت اور فرقہ شریعت کو قبول کرتے ہیں جس پر اس میں اجماع منعقد ہوا۔ نہ اس پر
لی کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں جو شخص قدر شریعت سے زیادتی کرے یا کمی

کرے۔اس پر اللہ کی لعنت' ملائکہ کی لعنت' تمام آدمیوں کی لعنت' یہ میرا عقیدہ ہے۔''

ان عبارتوں سے یہ بات واضح ہوگی کہ علمائے اسلام کے نزدیک متفقہ طور پر خود مرزا قادیانی کے نزدیک جس طرح رسول کا انکار کفر ہے۔اسی طرح اسلام کے کسی اجماعی عقیدہ یا ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار بھی کفر ہے۔

مرزا نے بہت سے ضروریات دین کا انکار کیا ہے

اس کے بعد میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے ضروریات دین میں سے بہت سی چیزوں کا انکار کیا اور اسی بناء پر وہ باجماع امت کافر و مرتد ہیں۔اس وقت ان ضروریات دین سے پہلی چیز ختم نبوت کا انکار ہے اور نبوت کا دعویٰ اور وحی اور شریعت مستقلہ کا دعویٰ ہے۔نبوت کے دعویٰ کا خود مدعا علیہ کو اپنے بیان میں اقرار ہے۔اس لئے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں۔

وحی اور شریعت مستقلہ کے دعویٰ کے ثبوت میں مرزا قادیانی کے اقوال ذیل پیش کرتا ہوں کہ:''سچا خدا وہی ہے کہ جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص۱۱' خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

یہی مضمون اور دعویٰ:''اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افتراء کر کے آنحضرت کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی ۲۳ برس تک مہلت پا سکے۔ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین جز۴ ص۵' خزائن ج۱۷ ص۴۳۴)

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ:''حق یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے۔اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ (اس کے اوپر الفاظ یہ ہیں) کہ چند روز ہوئے کہ ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۲' خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

''اسی طرح اوائل میں میرا بھی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی کی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۹' خزائن ج۲۲ ص۱۵۳' ۱۵۴)

''اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ اور خدا کا مامور خدا کا امین اور خدا کی طرف آیا ہے جو جو کچھ کہتا ہے۔اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم ص۶۲' خزائن ج۱۱ ص۶۲)

اور مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔جیسے توریت اور انجیل اور قرآن مجید پر تو کیا مجھ سے توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقینیات کو چھوڑ دوں گا۔''

(اربعین نمبر۴ ص۱۹' خزائن ج۱۷ ص۴۵۴)

''اسی طرح میں اسکی اس پاک وحی پر ایسی ہی ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۰' خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال اس بارہ میں اگر جمع کئے جاویں تو اور بھی بہت سے ہیں۔ لیکن ان سے بقدر ضرورت یہ بات معلوم ہو گئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی وحی اور رسالت کا مدعی ہے اور اپنی وحی کو بالکل قرآن کے برابر سمجھتا ہے۔ اور اس کے منکر کو جہنمی کہتا ہے۔

تیرہ سو سال کا اسلامی اجماعی عقیدہ

اس کے بعد امت محمدیہ کا ساڑھے تیرہ سو برس کا عقیدہ اس بارے میں پیش کرتا ہوں کہ جو شخص وحی اور نبوت کا دعویٰ کرے یا آنحضرتﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا یا کسی کو نبوت دیا جانا تجویز کرے۔ اس کے متعلق علمائے امت کی کیا رائے ہے اور آئمہ امت نے کیا فرمایا؟۔

علامہ خفاجی شرح شفاء میں لکھتے ہیں: ''قال ابن القاسم فیمن تنبأ انه کا المرتد سواء کان دعاذلك الیٰ متابعة نبوته سرا کان اوجهر اکمسیلمة لعنة الله تعالیٰ وقال ابن الفرج هوای من زعم انه نبی یوحیٰ الیه کا المرتد فی احکامه لا نه قد کفر بکتاب الله لانه کذبه ﷺ فی قوله انه خاتم النبیین ولا نبی بعده مع الفریة علی الله ۰ نسیم الریاض ج ٤ ص ۳۹۳'' ''ایسے ہی ابن قاسم نے اس شخص کے متعلق کہا ہے کہ دعویٰ نبوت کرے اور کہے کہ مجھ پر وحی نبوت آتی ہے اور ابن قاسم مدعی نبوت کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ وہ مثل مرتد کے ہے۔ خواہ لوگوں کو اپنے اتباع کی دعوت دے یا نہ دے۔ اور پھر یہ دعویٰ خفیہ ہو یا علانیہ جیسے مسلیمہ کذاب۔ اور ابن الفرج فرماتے ہیں جو شخص یہ کہے کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی آتی ہے۔ وہ مثل مرتد کے ہے۔ اس لئے کہ اس نے قرآن سے کفر کیا۔ آنحضرتﷺ کو اس قول میں جھٹلا دیا کہ آپﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس نے اپنے اللہ پر افتراء بھی باندھا کہ اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔''

اسی طرح شرح شفا میں ہے: ''کذلك نکفر من ادعیٰ نبوة احد مع نبینا علیه السلام ان فی زمنه کمسیلمة الکذاب والاسود العنسی اوادعی النبوة احد بعده فانه خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث فهذا تکذیب لله ورسوله علیه السلام ۰ نسیم الریاض ج ٤ ص ٥٠٦'' ''یعنی ہم ایسے ہی اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں جو ہمارے نبیﷺ کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرے۔ یعنی آپﷺ کے زمانے میں جیسے مسلیمہ کذاب اور اسود عنسی نے کیا یا آپﷺ کے بعد کرے۔ اس لئے کہ آپﷺ خاتم الانبیاء ہیں بنص قرآن وحدیث۔ پس دعویٰ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے۔

نیز ہے: ''اذالم یعرف ان محمداﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لا نه من

ضروریات الدین ۱۰ الاشباہ والنظائر کتاب السیر ص ۱۰۲ ‘‘یعنی جب کوئی شخص یہ نہ جانے کہ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں کے آخری ہیں۔ کافر ہے۔ کیونکہ آپ کا آخری نبی ہونا ضروریات دین میں سے ہے’’۔

نیز فقہ حنفی کی مشہور کتاب البحر الرائق ص ۱۲۱ ج ۵ میں ہے کہ: ‘‘اگر کوئی کلمہ شک کے ساتھ یہ کہے کہ اگر انبیاء کا فرمان صحیح اور سچ ہو تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔’’

نیز فتاویٰ عالمگیریہ ص ۲۶۳ ج ۲ میں ہے: ‘‘اذالم یعرف ان محمدا علیہ السلام آخر الآنبیاء ’’یعنی اگر کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر کہے کہ میں رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ من پیغمبرم اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں۔ تب بھی کافر ہو جاتا ہے۔ جس کا منشا یہ ہے کہ ایسے الفاظ ہوں۔ جو دعویٰ نبوت کے موہم ہوں۔ وہ بھی کفر ہے۔

علامہ ابن حجر مکی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں: ‘‘من اعتقد وحیا بعد محمد ﷺ فقد کفر باجماع المسلمین ’’یعنی جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد وحی کا اعتقاد رکھے۔ وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ میں تحریر فرماتے ہیں: ‘‘ودعوی النبوۃ بعد نبینا کفر بالا جماع ’’ آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنا باجماع کفر ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی مفتی بغداد اپنی تفسیر کے ص ۶۵ ج ۷ میں لکھتے ہیں: ‘‘وکونہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم النبیین من مانطقت ...... الخ ’’یعنی آنحضرت ﷺ کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں ہے۔ جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں۔ جن کو حدیث نبویہ نے نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ جس پر امت نے اجماع کیا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف کا مدعی کافر سمجھا جائے گا۔ اگر کوئی اصرار کرے گا تو قتل کیا جاوے گا۔’’

حافظ ابن حزمؒ اپنی کتاب الملل والنحل ص ۲۶۹ ج ۲ باب الکلام فیمن یکفر ولا یکفر میں لکھتے ہیں: ‘‘وکذلک من قال ...... الخ ’’اور ایسا ہی جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد سوائے عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی نبی ہے تو کوئی شخص بھی اس کے کافر ہونے میں اختلاف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ان امور پر صحیح اور قطعی حجت قائم ہو چکی ہے۔’’

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین ص ۸۸ طبع سوم مصر میں فرماتے ہیں کہ: ‘‘ادعت ایضاً ...... الخ ’’روافض نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ حضرت علیؓ نبی ہیں۔ خدا ان کو لعنت کرے اور اس کے فرشتے بھی اور اس کی تمام مخلوق دن قیامت تک اور جلا دے۔ ان کے کھیتوں کو۔ کیونکہ انہوں نے اس بارہ میں غلو سے کام لیا ہے اور اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ پس ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس شخص سے جس نے یہ قول کیا ہے۔’’

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گی کہ امت محمدیہ قرن اول سے لے کر آج تک اس پر متفق ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد وحی یا نبوت کا دعویٰ کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے۔ وہ کافر اور مرتد ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کی عبارتیں اس کی تائید میں پیش کرتا ہوں:

''وماكان لي ان ادعى النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم كافرين ''(حمامۃ البشریٰ ص ۹۷ خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)''مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافر قوم کے ساتھ مل جاؤں۔'' اس قول سے معلوم ہو گیا کہ پہلے خود مرزا قادیانی کا عقیدہ بھی یہ رہا۔ جو تمام امت کا عقیدہ تھا۔

مدعیان نبوت کے خلاف اسلامی درباروں کے فیصلے

اس کے بعد میں چند وہ فیصلے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو مدعیان نبوت کے بارہ میں اسلامی درباروں سے صادر ہوئے۔ اسلام میں سب سے پہلا مدعی مسیلمہ کذاب اور پھر اسود عنسی ہیں۔ اسود عنسی کو وہاں حضورﷺ کے حکم سے قتل کر دیا گیا اور کسی نے نہ پوچھا کو تیری نبوت کے کیا دلائل ہیں اور تیرے صدق کا معیار کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری ص ۵۵ ج ۶)

آنحضرتﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب پر باجماع صحابہؓ جہاد کیا گیا اور آخر اسے قتل کیا گیا۔ وہ سب سے پہلا اجماع جو اسلام میں منعقد ہوا۔ وہ مسیلمہ کے جہاد پر تھا۔ جس میں کسی نے یہ بحث نہ ڈالی کہ مسیلمہ اپنی نبوت کے لئے کیا دلائل اور کیا معجزات رکھتا ہے۔ بلکہ اس بناء پر آنحضرتﷺ کے بعد دعویٰ نبوت سرے سے کذب و افتراء مان لیا گیا۔ اس لئے باجماع صحابہؓ اس پر جہاد کیا گیا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کے عہد میں طلیحہ نامی ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا اور حضرت صدیق اکبرؓ نے اس کے قتل کیلئے حضرت خالدؓ کو بھیجا۔ (فتوح البلدان ص ۱۰۲)

اس کے بعد حارث نامی ایک شخص نے خلیفہ عبدالملک کے عہد میں دعویٰ نبوت کیا۔ خلیفہ نے علماء وقت سے جو کہ صحابہؓ اور تابعین تھے۔ فتویٰ لیا اور متفقہ فتویٰ سے اسے قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا گیا۔ کسی نے اس بحث کو روا نہ رکھا کہ اس کی صداقت کا معیار دیکھیں اور معجزات اور دلائل طلب کریں۔ قاضی عیاض نے اس واقعہ کو اپنی کتاب (شفاء ج ۲ ص ۲۵۷، ۲۵۸ مطبوعہ مصر ۱۹۵۰) میں نقل کر کے فرمایا ہے:''وفعل ذالك غير واحد من الخلفاء والملوك باشباههم ''یعنی بہت سے خلفاء بادشاہوں نے بہت سے ایسے مدعیان نبوت کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے اور اس وقت کے علماء نے اجماع کیا ہے کہ یہ ان کی کاروائی صحیح اور درست تھی۔ اور جو شخص ان کے کفر کا منکر ہو۔ وہ خود کافر ہے۔ ہارون رشید کے زمانہ میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ خلیفہ نے علماء کے متفقہ فیصلہ سے اسے قتل کیا۔ کتاب المحاسن ص ۹۶ جلد اول میں مذکور ہے۔

یہاں تک میری گذارش کا خلاصہ یہ تھا کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد جو شخص دعویٰ نبوت یا وحی کا کرے یا ختم نبوت کا انکار کرے۔ وہ کافر مرتد ہے اور اس فیصلے کو قرون اول سے لیکر تمام اسلامی عدالتوں اور درباروں نے نافذ کیا ہے کہ مدعی نبوت اور اس کے ماننے والے دونوں کافر مرتد ہیں۔

آئمہ کے ان اقوال سے یہ بات ثابت اور واضح ہوگی کہ یہ جو کچھ ختم نبوت کا عقیدہ پیش کیا گیا ہے۔ وہ قرآن مجید کی آیت:''ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین'' کا صریح حکم ہے اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ اس آیت کا مطلب سوائے اس کے اور نہیں ہوسکتا جو صحابہؓ نے اور تابعینؒ نے باجماع بیان کیا ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ جائز نہیں۔

تفسیر ابن کثیر ص۹۷ جلد۸ آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں ہے:''فھذہ الایة نص فی انه لا نبی بعدہ ...... الخ ''یعنی یہ آیت اس بات میں نص صریح ہے کہ آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو رسول بطریق اولیٰ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے۔ اور عکس ضروری نہیں۔ اسی پر رسول اللہﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں۔ جس کو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت نے آپﷺ سے نقل کیا ہے۔

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۹۱ ج ۸ میں ہے:''فمن رحمة اللہ ارسال محمد ...... الخ ''یعنی پس بندوں پر خدا کی رحمت ہے۔ محمدﷺ کو ان کی طرف بھیجنا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت کی تعظیم وتکریم میں یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپﷺ پر تمام انبیاء اور رسل کو ختم کر دیا ہے اور دین حنیف کو آپﷺ پر کامل اعتماد ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہونے والا نہیں۔ تاکہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپﷺ کے بعد اس مقام نبوت کا دعویٰ کرے وہ بڑا جھوٹا اور مفتری ہے۔ دجال اور ضال مضل ہے۔ اگرچہ شعبدہ بازی بھی کرے اور قسم قسم کے جادو اور طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے۔ اس لئے کہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے اور ایسے ہی خداوند تعالیٰ ان پر لعنت کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوت پر یہاں تک کہ وہ مسیح الدجال تک ختم کر دیئے جاویں گے۔ اس بارہ میں جو احادیث متواترہ کا دعویٰ ابن کثیر نے کیا ہے۔ وہ سب تقریباً میرے رسالہ ختم النبوۃ (جو طبع شدہ ہے) میں محفوظ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے:''لا تقوم الساعة حتی تبعث دجالون کذالون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ''یعنی قیامت اس وقت تک نہیں ہوگی۔ جب تک بہت سے دجال اور جھوٹے لوگ نہ اٹھائے جائیں۔ جن میں ہر ایک یہ کہتا ہوگا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ کتاب الفتن' ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون)

دوسری حدیث میں ہے:''مثلی ومثل الانبیاء من قبلی ...... الخ ''یعنی میرے اور پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی نے گھر بنایا ہو اور آراستہ وپیراستہ کیا ہو۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو اور اس کے آس پاس لوگ چکر لگاتے ہوں اور خوش ہوتے ہوں اور یہ کہتے ہوں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تاکہ تعمیر مکمل

ہو جاتی۔ وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری ج۱ ص۵۰۱ باب خاتم النبیین)

تیسری حدیث:'' فضلت علی الانبیاء...... الخ ''یعنی مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ چھٹی یہ ہے کہ میرے ساتھ تمام انبیاء کو ختم کر دیا گیا ہے۔

(مسلم ج۱ ص۱۹۹ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ)

چوتھی حدیث:'' انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم...... الخ ''میں انبیاء کا آخری ہوں اور تم تمام امتوں کے آخری ہو۔ (ابن ماجہ ص۲۹۷ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم)

یہاں تک میرے بیان کا ایک جزو ختم ہوا کہ ضروریات دین کا انکار باجماع امت کفر ہے۔ اور ختم نبوت کا عقیدہ اور اسی طرح مدعی نبوۃ کا مرتد ہونا بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ مرزا قادیانی نے ان تمام ضروریات دین کا کھلے طور پر انکار کر دیا ہے۔ لہٰذا وہ باجماع امت کافر و مرتد ہیں۔

توہین انبیاء علیہم السلام

اس کے بعد دوسری چیز توہین انبیاء علیہم السلام ہے۔ انبیاء پر ایمان لانا اور ان کی بلاتخصیص واستثناء توقیر کرنا اور تعظیم کرنا قرآن اور حدیث کا کھلا ہوا فیصلہ اور اجماعی مسئلہ ہے۔ اس کے بارے میں قرآن شریف کا ارشاد ہے:'' ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ۰ نساء ۱۵۰ ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء پر بلااستثناء ایمان لانا ضروری ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنی متعدد کتابوں میں متعدد مواقع پر انبیاء کی توہین کی ہے۔ خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس قدر اہانت اس کی کتابوں میں صراحتاً موجود ہے کہ ایک بھلا آدمی بھی دوسرے آدمی کو نہیں کہہ سکتا۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:'' لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ علیہ السلام نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خداتعالیٰ نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔'' (دافع البلاء ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰ حاشیہ)

اس عبارت نے یہ بات بھی صاف کر دی ہے کہ اس میں جو کچھ حضرت مسیح کے متعلق کہا گیا ہے۔ وہ مرزا قادیانی کا اپنا عقیدہ ہے جس کو بحوالہ قرآن بیان کرتے ہیں۔ وہ کسی عیسائی وغیرہ کا قول نقل نہیں کرتے۔ اسی طرح اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ:'' پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸)

اس کتاب کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ:''ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''(ضمیمہ انجام آتھم ص۵'خزائن ج۱۱ص ۲۸۹ حاشیہ)

ضمیمہ انجام آتھم میں ہے کہ:''اور آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''اسی صفحہ پر ہے کہ:''آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔''اسی صفحہ پر ہے کہ:''سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷'خزائن ج۱۱ص ۲۹۱ حاشیہ)

مرزا قادیانی نے ضمیمہ انجام آتھم میں یہ گالیاں یسوع کا نام لے کر کہی ہیں اور خود لکھتا ہے کہ:''ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں''(توضیح المرام ص۳'خزائن ج۳ ص۵۲)اسی طرح مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ:''اور مفتری ہے۔ وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چار بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔''(کشتی نوح ص ۱۶'خزائن ج۱۹ص ۱۸)اس کے حاشیہ پر لکھتا ہے کہ:''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔'' (کشتی نوح ص ۱۶'خزائن ج۱۹ص ۱۸ حاشیہ)

مرزا قادیانی کی ان عبارات سے یہ بات بھی صاف ہوگئی کہ جس کو یسوع کہتے ہیں۔ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے۔ لہٰذا یہ بات ناقابل التفات ہے کہ مرزا قادیانی نے گالیاں یسوع کو دی ہیں نہ کہ عیسیٰ کو۔ نیز کشتی نوح کے حاشیہ پر خود مرزا قادیانی بجائے یسوع کے لفظ عیسیٰ لکھ کر کہتے ہیں کہ:''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔'' (کشتی نوح ص ۶۵'خزائن ج۱۹ص ۷۱ حاشیہ)

ان عبارات سے مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنا اور مغلظات گالیاں دینا ثابت ہوگیا۔

توہین انبیاء علیہم السلام بالاجماع کفر ہے

اس کے بعد علمائے امت کا متفقہ فیصلہ اس بارہ میں پیش کرتا ہوں کہ جو شخص خدا کے کسی نبی کی ادنیٰ توہین کرے۔ وہ باجماع امت کافر ہے۔ درمختار شامی ص ۳۵۶ ج ۱ باب المرتد میں ہے:''والکافر بسب نبی من الانبیاء'' یعنی وہ شخص جو کسی نبی کو گالیاں دینے کی وجہ سے کافر ہوگیا۔ اسے قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ قطعاً قبول نہ ہوگی اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔''

یہی مضمون درمختار میں فصل جزیہ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں بھی ہے کہ اگر اپنے دل سے بھی کسی نبی کو مبغوض رکھے۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح شامی ص ۳۱۷ ج ۳ باب المرتد ہے:''قال ابن السحنون المالکی واجمع المسلمون .... الخ ''یعنی ابن سحنون مالکی فرماتے ہیں کہ:''تمام

مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ رسول کو گالیاں دینے والا کافر ہے اور اس کا حکم قتل ہے اور جو شخص اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔'' یہی عبارت بعینہ شفا وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ کتاب الخراج میں ہے: ''ای مسلم سب .... الخ ''یعنی جو مسلمان آنحضرت ﷺ کو گالیاں دے یا آپ ﷺ کی تکذیب کرے یا آپ ﷺ پر عیب لگائے تو وہ کافر ہو گیا۔ اس کی عورت اس سے بائنہ ہو گئی۔

تحفہ شرح منہاج باب المرتدین میں ہے: ''او کذب نبیاً او رسولاً ''یعنی جو شخص نبی یا رسول کی تکذیب کرے یا کسی شخص کی نبوت کو ہمارے رسول کریم ﷺ کے بعد جائز رکھے۔ وہ کافر ہے۔

امت کے اجماعی فیصلوں سے مرزا قادیانی کے کفر اور ارتداد کی دوسری وجہ مل گئی۔ ان وجوہ سے ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی اور ان کے متبعین بالا جماع کافر و مرتد ہیں۔

مسلمان عورت کا نکاح کافر مرد کے ساتھ جائز نہیں

اس کے بعد یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر کے ساتھ ہرگز کسی وقت جائز نہیں سمجھا گیا اور اگر بعد نکاح خاوند کفر اختیار کرے۔ اس کا نکاح ہمیشہ فسخ شمار کیا گیا ہے: ''لا ھن حل لھم ولا ھم یحلون لھن (الممتحنة: ۱۰) ''یعنی مسلمان عورتیں کفار کے لئے حلال نہیں اور نہ کفار مرد مسلمان عورتوں کیلئے حلال ہیں۔ قرآن کا یہ کھلا ہوا فیصلہ ہے اور خود مرزا قادیانی اور ان کے متبعین بھی اس کے قائل ہیں۔

فتاوی احمدیہ ص ۷ جلد ۲ میں ''تاکید کی جاتی ہے کہ کوئی احمدی اپنی لڑکی غیر احمدی کے نکاح میں نہ دے۔'' اسی طرح مرزا محمود نے لکھا ہے کہ:

''ایک اور سوال بھی ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں کو نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دیدی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔ اب میں نے اس کی سچی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے۔ (انوار خلافت ص ۹۳، ۹۴)

میں اپنے بیان کو اس پر ختم کرتا ہوں کہ باجماع امت بہ تصریح قرآن وحدیث کوئی مسلمان عورت کسی قادیانی مذہب والے کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ اگر وہ بعد نکاح کے ایسا مذہب اختیار کرلے تو شرعاً وہ نکاح فسخ ہو جائے گا۔ قضائے قاضی اور عدت کی ضرورت نہیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر ...... اللہ اکبر اللہ اکبر

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

9 اکتوبر کا دن اہل وطن اور دینی حلقوں کے رنج وغم کا دن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم‘ نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم‘ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ ودیگر رہنماؤں‘ کارکنوں اور رفقاء نے کہا کہ 9 اکتوبر کا دن تمام اہل وطن کے لئے بالعموم اور دینی حلقوں کے لئے بالخصوص انتہائی رنج وغم اور اضطراب کا دن تھا۔ اس دن ہمارے نہایت مخلص وجوانمرد رفیق کار‘ علماء حق کے خادم وعاشق اور مستقل کی بہت سی امیدوں اور توقعات کے مرجع حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کو شقی القلب قاتلوں نے ہم سے جدا کر دیا۔ ان کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے امیر اور سربکف مجاہد عالم دین حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی بھی ظالموں کی شقاوت کی بھینٹ چڑھ گئے۔

ان حضرات کی جدائی نے قافلہ حق کو جانفروش مجاہدوں کی تگ وتاز سے محروم کر دیا۔ اہل حق کو اس وقت جس آزمائش وابتلاء کا سامنا ہے وہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ خدا کرے ہمارے ان دو مخلص رفقاء کی شہادت ہم سب کے لئے اتحاد واتفاق اور دشمنان اسلام کے مقابلہ میں بنیان مرصوص بننے کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ پسماندگان کے اس غم میں ملک بھر کے تمام رہنماء اور کارکنان شریک ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرما کر انہیں اپنے عظیم اسلاف کے ساتھ جنت کے درجات عالیہ نصیب فرمائیں۔ آمین! ثم آمین!

مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا نذیر احمد تونسویؒ کی شہادت پر تعزیتی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے عظیم رہنما حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کی شہادت دنیائے عالم کے لئے ایک ناقابل فراموش المیہ ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان عظیم رہنماؤں کو خراج عقیدت پیش کرنے اور ان کے ایصال ثواب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام علاقائی دفاتر اسلام آباد‘ راولپنڈی‘ پشاور‘ ایبٹ آباد‘ مانسہرہ‘ آزاد کشمیر‘ بنوں‘ کوئٹہ‘ لاہور‘ گوجرانوالہ‘ حافظ آباد‘ سیالکوٹ‘ چونڈہ‘ پسرور‘ قصور‘ شیخوپورہ‘ اوکاڑہ‘ ساہیوال‘ چیچہ وطنی‘ خانیوال‘ ملتان‘ چناب نگر‘ جھنگ‘ مظفر گڑھ‘ ڈیرہ غازی خان‘ لیہ‘ میانوالی‘ ڈیرہ اسماعیل خان‘ بھکر‘ بہاول نگر‘ بہاولپور‘ خانپور‘ رحیم یار خان‘ صادق آباد‘ سکھر‘ پنو عاقل‘ ٹنڈو آدم‘ حیدر آباد‘ کنری‘ تھر پارکر‘ میرپور خاص‘ بدین‘ خیرپور میرس‘ گمبٹ اور کراچی سمیت پورے ملک میں قرآن خوانی اور تعزیتی اجلاسوں کا اہتمام کیا گیا۔

سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس 5 شعبان المعظم 1425ھ کو حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری مدظلہ کی دعا سے شروع ہوا۔ آزاد کشمیر سمیت پورے ملک سے 192 طلبائے کرام نے مختلف مدارس اور سکولوں سے شرکت کی۔ کورس کے اساتذہ کرام حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ‘ حضرت مولانا خدابخش صاحب مدظلہ‘ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آباد صاحب‘ حضرت مولانا مفتی محمد انور صاحب‘ حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن صاحب‘ حضرت مولانا محمد طیب فاروقی صاحب‘ حضرت مولانا غلام مرتضیٰ صاحب‘ حضرت مولانا محمد راشد مدنی صاحب اور جناب حاجی اشتیاق احمد صاحب تھے۔

امسال حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ اور حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی شہیدؒ کی شہادت کی وجہ سے کورس کی اختتامی تقریب بہت ہی سادگی سے ہوئی۔ طلباء کرام کو عالمی مجلس کی مطبوعات اور نقد وظیفہ اور اسناد دی گئی۔ کورس میں شامل طلبائے کرام کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

رول نمبر	نام	ضلع	رول نمبر	نام	ضلع
1	محمد قاسم	پشاور	2	بصیراللہ	کوئٹہ
3	عبدالجلیل	کوئٹہ	4	عبدالرزاق	لاڑکانہ
5	آفتاب حسین	کراچی	6	محمد آصف شاکی	کراچی
7	محمد ریحان	گوجرانوالہ	8	محبوب عثمان	گجرات
9	منظور احمد	خانیوال	10	محمد افضل	خانیوال
11	عبدالمنان معاویہ	رحیم یارخان	12	وسیم احمد	گوجرانوالہ
13	عزیز الرحمن	فیصل آباد	14	محمد اعجاز	ٹوبہ ٹیک سنگھ
15	محمد خالد	قصور	16	محمد اکرم	بھکر
17	محمد نسیم	بھکر	18	محمد عمار احمد	پاکپتن
19	محمد طیب	ڈیرہ غازی خان	20	غلام مجتبیٰ	بہاول نگر
21	حفیظ الرحمن	بھکر	22	علی حسن	بہاول پور
23	محمد مرید حسین	سیالکوٹ	24	جلیل الرحمن	ڈیرہ اسماعیل خان
25	حماداللہ	میرپورخاص	26	عدنان اکرم	فیصل آباد
27	محمد سہیل	بھکر	28	لقمان احمد	بھکر
29	محمد فاروق حسن	بھکر	30	اسراراحمد	حیدرآباد

31	محمد عارف	حیدرآباد	32	محمد عدنان	بہاول نگر
33	محمد حبیب اللہ	بہاول نگر	34	محمد عمیر	بہاول نگر
35	عطاء الرحمٰن	گوجرانوالہ	36	محمد یعقوب	میرپور خاص
37	عبدالخالق	میانوالی	38	مظہر الحق	ساہیوال
39	غضنفر شاہین	شیخوپورہ	40	احسان الحق	آزاد کشمیر
41	تصدق حسین	آزاد کشمیر	42	خباب معاویہ	وہاڑی
43	عبداللطیف	بھکر	44	محمد مدنی	بہاول پور
45	کلیم اختر	خانیوال	46	محمد اعظم مرزا	ملتان
47	محمد یاسین طاہر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	48	محمد عمر فاروق	ٹوبہ ٹیک سنگھ
49	عبدالشکور	ٹوبہ ٹیک سنگھ	50	افراہیم اختر	جھنگ
51	مطلوب احمد	بہاول نگر	52	صغیر احمد	قصور
53	طارق محمود	کوہاٹ	54	محمد عمران سلفی	ملتان
55	محمد یاسین	ملتان	56	محمود احمد	رحیم یار خان
57	خالد محمود	ملتان	58	خوشنواز عباسی	راولپنڈی
59	رضوان الطاف	مانسہرہ	60	سیف الرحمٰن	سرگودھا
61	اسحٰق علی شاہ	بنوں	62	محمد ابوبکر	ڈی آئی خان
63	بلال احمد	حافظ آباد	64	محمد تحسین اللہ	ڈی آئی خان
65	محمود احمد	پاکپتن	66	غلام دستگیر شاہد	اوکاڑہ
67	محمد صغیر	منڈی بہاؤالدین	68	عطاء المحسن	فیصل آباد
69	عطاء الرسول	ٹوبہ ٹیک سنگھ	70	منیر احمد	شیخوپورہ
71	شہزاد سلیم	ٹوبہ ٹیک سنگھ	72	محمد کاشف اختر	سرگودھا
73	محمد حسین	بھکر	74	محمد کامران	سرگودھا
75	محمد شاہد اقبال	گوجرانوالہ	76	محمد عاصم	ڈی جی خان
77	محمد عمران	ساہیوال	78	محمد فیصل	فیصل آباد
79	محمد ابوبکر	سرگودھا	80	محمد اکرم	شیخوپورہ
81	محمد بلال	لیہ	82	شاہد حسین	فیصل آباد
83	محمد سجاد	سیالکوٹ	84	محمد عابد رضا	فیصل آباد

85	شفقت ندیم	فیصل آباد	86	نورالٰہی	سرگودھا
87	محمد طیب	بہاول پور	88	امام الحق	سرگودھا
89	محمد شبیر	پاکپتن	90	سید نذیر احمد	زیارت
91	عبدالماجد	ایبٹ آباد	92	عبداللطیف	گوجرانوالہ
93	ابوالحسن	گوجرانوالہ	94	مطیع اللہ عثمانی	سیالکوٹ
95	مطیع اللہ	لکی مروت	96	دل جان	لکی مروت
97	گل نواز	لکی مروت	98	محمد یعقوب	سرگودھا
99	غلام دستگیر	سرگودھا	100	محمد عابد	ساہیوال
101	محمد عبدالرحمن	لاہور	102	محمد عباس	ساہیوال
103	عبدالغفور نعمانی	چکوال	104	محمد مستقیم	چارسدہ
105	محمد جان	چارسدہ	106	محمد عاطف	بہاول پور
107	صغیر احمد	فیصل آباد	108	قصیر محمود	سیالکوٹ
109	تصور اقبال	راولپنڈی	110	محمد نوید	سیالکوٹ
111	وقار احمد	سیالکوٹ	112	سجاد اسلم	سیالکوٹ
113	چوہدری قدرداد	جھنگ	114	محمد اکمل	خانیوال
115	محمد ابوبکر	ڈی جی خان	116	محمد اشرف	ڈی آئی خان
117	عثمان غنی	وہاڑی	118	عبدالمجید	لیہ
119	محمد اسلم	لیہ	120	محمد اقبال	ڈی آئی خان
121	محمد زاہد	بھکر	122	محمد احمد قاسم	ملتان
123	محمد ہاشم	خیرپور میرس	124	زبیر احمد	خیرپور میرس
125	آصف محمود	خیرپور میرس	126	کلیم اللہ	خیرپور میرس
127	سراج احمد	خیرپور میرس	128	قاری ابرار الحق	مظفرآباد
129	محمد سمیع اللہ	قصور	130	محمد رفاقت زبیر	شیخوپورہ
131	محمد حسین	جھنگ	132	محمد شاہد	ملتان
133	محمد عمر	ملتان	134	محمد امیر معاویہ	میانوالی
135	طاہر محمود	گوجرانوالہ	136	عمران حسین	حافظ آباد
137	محمد عارف	فیصل آباد	138	جہانگیر احمد	اوکاڑہ

139	عبدالسلام حسان	ٹوبہ ٹیک سنگھ	140	محمد یوسف	مظفر گڑھ
141	عبیداللہ	خوشاب	142	طاہر نوید	شیخوپورہ
143	خالد محمود	لاہور	144	محمد وسیم	بہاول نگر
145	محمد بلال	بہاول پور	146	محمد عمر	ڈیرہ غازی خان
147	محمد طارق	لودھراں	148	محمد مختار	بہاول نگر
149	محمد ابراہیم	بہاول نگر	150	محمود احمد	بہاول نگر
151	غلام مصطفیٰ	بہاول نگر	152	محمد سعید	جھنگ
153	محمد عبداللہ	لودھراں	154	محمد جمیل	لودھراں
155	محمد اکرم	بھکر	156	شبیر حیدر	ملتان
157	عبدالرحیم	سیالکوٹ	158	سعید احمد	فیصل آباد
159	سیف الرحمٰن	بہاول پور	160	محمد امین	بہاول پور
161	محمد زاہد	خانیوال	162	محمد اشفاق	قصور
163	محمد اعظم	قصور	164	محمد یوسف	بھکر
165	کامران اعظم	گوجرانوالہ	166	احسن محمود	اٹک
167	یاسر محمود	اوکاڑہ	168	عبدالقدوس	سرگودھا
169	عبدالجبار	ڈیرہ غازی خان	170	محمد عمران صدیق	سرگودھا
171	حاکم زیب	مانسہرہ	172	محمد بلال	بہاول پور
173	محمد عربی	بہاول پور	174	محمد اجمل	ٹوبہ ٹیک سنگھ
175	محمد شاہد	لاہور	176	عمران الحق	ملتان
177	محمد یوسف	سکھر	178	محمد عمیر	وہاڑی
179	غلام اکبر	مظفر گڑھ	180	محمد سرفراز عالم	میانوالی
181	حافظ حبیب الرحمٰن	سیالکوٹ	182	محمد ثاقب	اسلام آباد
183	عبدالرحیم	بلوچستان	184	محمد طیب	آزاد کشمیر
185	محمد حامد عمیر	جھنگ	186	حق نواز	پاکپتن
187	محمد انس	بہاول پور	188	سائیں بخش	شکار پور
189	عطاء اللہ	شکار پور	190	محمد ارشد	بہاول پور
191	محمد حسین	پاکپتن	192	محمد ابوبکر	سرگودھا

تبصرہ وتذکرہ!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ!

سراغ زندگی: مصنف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب: صفحات 160: قیمت: درج نہیں:

ناشر: القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ سرحد۔

جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہورہا ہے کہ زندگی ایسی ہو کہ بہتر سے بہتر اور احسن طریقہ سے گزر سکے اور اس کے لئے بلند ہمت وحوصلہ‘ قوت وطاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دوران زندگی انسان کو مختلف کیفیات سے واسطہ پڑتا ہے۔ اگر انسان ان کیفیات کا مردانہ وار مقابلہ نہ کرسکے اور ہمت ہار دے اور تھک کر کنارہ کش ہوجائے تو انسان ناکامی اور بے دلی کی زندگی بسر کرنے میں لگ جاتا ہے۔ کامل‘ اکمل‘ پرسکون‘ پرلطف زندگی گزارنے کے لئے ایسے اکابر‘ ایسے علم دوست رہنماؤں کا ساتھ چاہئے جو ایسے پریشان اور مفلوک الحال انسان کو پریشانی اور ناکامی کی دلدل سے نکال کر راحت وسکون والی زندگی میں ڈال دیں۔ زیرنظر کتاب ان اکابر کی یادوں سے مالامال ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگی ایسے گزاری جو آنے والے گم کردہ راہ لوگوں کے لئے ہدایت کا سامان بنے اور بے چین اور بے سکون لوگوں کے لئے راحت وسکون کا ذریعہ بنے اور زندگی کامل اور مکمل طریقہ سے بسر کرسکیں۔

علمائے احناف کے حیرت انگیز واقعات: مصنف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب:

ناشر: القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد۔

حضور نبی کریم ﷺ کی پیاری‘ کامل اور منور زندگی کو حضرات صحابہ کرامؓ نے اپنے قلب وجگر میں سمولیا تھا اور اس کے بعد آئمہ عظام نے حضور ﷺ کی زندگی میں مزید غور وفکر کر کے حضور ﷺ کے ہر عمل کو محفوظ کرلیا اور یوں حضور سرورکونین ﷺ کا ہر طریقہ محفوظ ہوگیا۔ ان میں سے ایک محافظ امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ تھے۔ جنہوں نے قرآن وسنت میں غور وخوض کر کے نسل انسانی سے متعلق پیش آمدہ مسائل کا استنباط واستخراج کیا اور بنی نوع انسان کی ہدایت کا سامان مہیا کیا۔ انہی امام ابوحنیفہؒ کے دو ممتاز شاگرد جو فقہ حنفی کے اندر اپنا کمال درجہ کا مقام رکھتے ہیں زیرنظر کتاب ان دو اکابر فقہا کے حیرت انگیز ایمان پرور فقہی مسائل کے استنباط‘ علمی کارناموں سے مزین ہے اور ان کی زندگی کے جہد مسلسل سے امت کی رہنمائی اور ہدایت کی میزان اعتدال ملتی ہے۔ جس سے دین اسلام قرآن وسنت کے آئینہ میں آشکارہ ہو کر امت محمدیہ ﷺ کے سامنے آتا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ وہ لوگ جو اکابر کی

فہم ودانش سے کوسوں دور ہیں اور ان پر اعتراض کرتے ہیں یہ کس حیثیت کے مالک تھے اور علم وفضل ٗ زہد وتقویٰ ٗ خشیت الٰہی میں کس درجہ کا مقام رکھتے تھے ۔

جمالِ یوسف: مصنف: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب: صفحات 304: قیمت: درج نہیں:

ناشر:القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سرحد۔

حضرت سید آدم بنوریؒ جو امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کے خانوادہ کے چشم و چراغ امام العصر شیخ الحدیث حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ سے کون ذی علم ناواقف ہوگا جس کو علم کی چراہ گاہوں میں کچھ چرنے کا بھی موقعہ ملا ہوگا وہ بھی شیخ کے نام سے بخوبی واقف ہے اور ان کے علم وفضل ٗ تقویٰ وللہیت ٗ حسن و جمال ٗ حسن انتظام ٗ جرات وبہادری کی وجہ سے وہ بھی اچھی طرح واقف ہے۔ زیر نظر کتاب اکابر کی یادوں میں سے ایک بہت بڑے محدث ٗ فقیہ ٗ امام ٗ مجاہد ٗ منتظم کی سوانح ہے جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے شیخ الحدیث والتفسیر اور مہتمم تھے۔ جن کی شبانہ روز محنتوں کے نتیجہ میں اور اخلاص بھرے عمل کی وجہ سے دنیا کا شاید کوئی کنارہ ایسا ہو جہاں بنوری ٹاؤن کا فاضل نہ ہو۔ مصنف نے کتاب میں ابواب قائم کئے ہیں۔ تاکہ مراجعت آسان اور سہل ہو سکے۔ کل بیس عنوانات ہیں جن میں سے ستر واں باب ردفرق باطلہ اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب ہے۔ حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رہے اور ان کی امامت باسعادت میں 7 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ بڑے مجاہد اور خوبیوں کے مالک تھے۔ یہ کتاب پڑھنے کے لائق ہے اور حضرت بنوریؒ سے تعلق کو مزید مضبوط کرنے میں معین اور مددگار ثابت ہوگی۔

رحیم یار خان میں قادیانی مبلغ کے بچوں کا قبول اسلام!

تفصیلات کے مطابق چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے قادیانی مبلغ محمد قاسم ایاز قادیانی کی بہو محترمہ یاسین صاحبہ اپنی بیٹیوں سحرش منور ٗ ثناء منور اور تین بیٹوں محسن منور ٗ احسن منور اور حسن منور کے ساتھ گزشتہ روز حضرت مولانا میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوگئی۔ محمد قاسم ایاز قادیانی پچاس سال سے زائد عرصہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کا مبلغ تھا۔ اس کے ننھیال قادیانی جبکہ ددھیال الحمدللہ! مسلمان ہیں۔ مرزا قاسم ایاز قادیانی کا بیٹا منور بھی قادیانی خلیفہ کے مصاحب میں شمار ہوتا تھا۔ مشرف بہ اسلام ہونے والوں نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں قادیانی مذہب کی کتابوں اور اسلامی تعلیمات سے دور رکھا گیا تھا۔ اب جبکہ ہمارے خاندان کے مسلمان بزرگوں نے ہم تک دین اسلام کی روشنی پہنچائی تو ہمیں دین حق کے بارے میں حقیقت معلوم ہوئی اور پتہ چلا کہ قادیانی فرقہ گمراہ کن فرقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو دین اسلام پر استقامت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

مسلمان بچوں کے لئے

جسے بڑی عمر کے مرزائی شوق سے پڑھ سکتے ہیں

کم فہم

اشتیاق احمد

مرزا غلام احمد قادیانی نے تتمہ حقیقت الوحی کے صفحہ 503 پر لکھا ہے کہ:

''اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔''

اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے کشتی نوح کے صفحہ 24 پر لکھا ہے کہ:

''میں ہی مسیح موعود ہوں۔''

اسی طرح مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام کے صفحہ 67 پر لکھا ہے کہ:

''مسیح موعود میں ہی ہوں۔''

اور اسی طرح اس کی ہر کتاب کے سرورق پر لکھا ہوتا ہے کہ:

''سلطان القلم حضرت مسیح موعود ....''

اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ اس نے اپنی اور بھی کتابوں میں کیا ہے۔ ان جملوں کو غور سے پڑھ لیں۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنا یہ نام نہ تو خود کبھی اپنی کسی کتاب میں لکھا کہ میرا نام نبی ہے۔ نہ مرزا قادیانی کے کسی ماننے والے نے اسے یہ کہہ کر پکارا کہ اے نبی! بلکہ ہر ایک نے مرزا صاحب ہی کہہ کر پکارا۔ نہ کسی نے مسیح موعود کہہ کر پکارا۔ تب یہ دونوں آخر کیسے نام ہوئے کہ رکھا تو ان ناموں کو اللہ تعالیٰ نے۔ لیکن ان ناموں سے اسے پکارا کسی نے بھی نہیں۔ کیا یہ بات غور طلب نہیں ...... جتنا آپ اس پر غور کرتے جائیں گے...... مسکراتے جائیں گے............ اور مرزائی جتنا غور کرتے جائیں گے...... اتنا ہی مرزائیت سے دور ہوتے جائیں گے۔

لہٰذا ہم تمام مرزائیوں کو ان جملوں پر غور کرنے کی دعوت دیتے ہیں...... اور اپنے مسلمان بچوں سے کہتے ہیں کہ یہ تھی مرزا قادیانی کی حقیقت کہ جو دو نام بقول اس کے اللہ تعالیٰ نے اس کے رکھے۔ ان ناموں سے نہ مرزا قادیانی نے خود اپنا کبھی تعارف کرایا۔ نہ مرزائیوں نے اسے ان دو ناموں سے پکارا۔

اور جب ہم ازالہ اوہام جلد اول صفحہ 97 پر لکھا پاتے ہیں کہ:

''میں نے مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور یہ جو خیال کرے وہ کم فہم ہے۔''

تو ہم سوچتے رہ جاتے ہیں کہ اس ''کم فہم'' کی زد میں تو مرزا قادیانی ہی نہیں بھی مرزائی آ جاتے ہیں۔

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان کی اہم مطبوعات

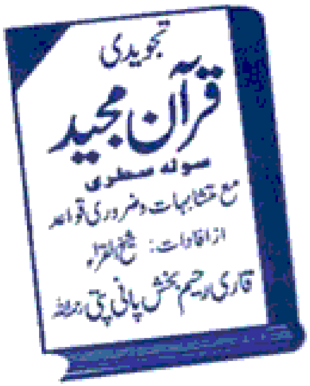

ہر حافظ کی ضرورت

پہلی بار تجویدی قرآن پاک جس کے ہر صفحہ کے حاشیہ پر آسان انداز میں متوقع متشابہات درج ہیں تجوید کے ضروری قواعد مثلاً غنہ و قلقلہ وغیرہ ہر صفحہ کے حاشیہ پر قرآنی خط ہی میں متشابہات کی تفصیلات۔ مکررہ آیات کی ہر جگہ تعداد و تعیین۔ عالمگیر شہرت یافتہ شیخ القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمہ اللہ کی تالیف ”متشابہات القرآن“ جس سے استفادہ اب ہر حافظ کیلئے آسان نہ تھا۔ اس تجویدی قرآن پاک میں حضرت ہی کے افادات سے استفادہ اس انداز میں کیا گیا ہے کہ اب ہر حافظ بآسانی متشابہات کو یاد کر سکتا ہے۔ کونسی آیت کہاں کہاں اور کتنی مرتبہ ہے اسکا معلوم کرنا نہایت آسان۔ قلیل مدت میں تصحیح حروف کیلئے بہترین تحفہ۔ ان شاء اللہ بہت جلد انہی خوبیوں سے آراستہ 15 سطری قرآن مجید بھی شائع کیا جائیگا۔

اعلیٰ غیر ملکی پیپر...... خوبصورت جلد...... قیمت-/120 روپے...... تقسیم کیلئے خصوصی رعایت

عصر حاضر کی پریشان حال.. زخم خوردہ.. دکھی اور خستہ حال انسانیت کیلئے ایک امید افزاء کتاب جس میں مایوسی میں امید کی کرن ناگواری میں خوشگواری کا پیغام ہے اور ہر زخم کے لئے مرہم ہے معاشرہ میں پھیلی ہوئی ڈپریشن.. امراض و سانحات... واقعات و حادثات میں گھرے ہوئے مایوس انسان کو اللہ تعالیٰ سے جوڑ کر جینے کا ڈھنگ اور خوش رہنے کا سلیقہ سکھاتی ہے اور اس کے علاوہ بہت کچھ سکون آور گولیوں.. انجکشن یا اشتہاری عاملوں کے جال میں پھنسنے کی بجائے شریعت کے سدا بہار درخت کی چھاؤں میں آئیے۔ سکون قلب حاصل کرنے کیلئے یہ مفید کتاب خود پڑھئے اپنے مایوس پریشان احباب کو تحفہ میں دیجئے اور ان کی دعائیں لیجئے۔ قیمت 150 رعایتی قیمت 90 روپے

عَلاماتِ قیامت حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ★ قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟ مولانا محمد ولی رازی مدظلہ

الخَلیفَة المَهدی فِی الأحَادیث الصَّحِیحَه از شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

عَقیدۂ نزول سَیّدنا مسیح علیہ السلام علامہ محمد عبداللہ مدظلہ، تلمیذ رشید علامہ شمس الحق افغانی رحمہ اللہ

دَجّالی فتنہ کی تفصیلات حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی رحمہ اللہ ★ تحقیق یاجوج ماجوج مفتی اعظم مولانا محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

عصر حاضر حدیث کے آئینے میں ★ علامہ ابن عربی و مولانا نعمت اللہ شاہ کی پیشگوئیاں

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ اکابر کی تحریرات سے مزین مستند مجموعہ قیمت-/135 رعایتی-/80

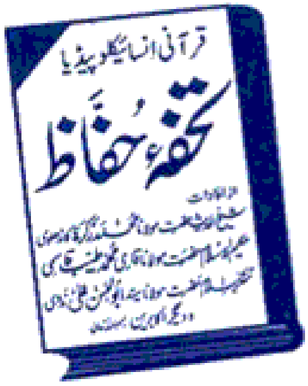

تعارف قرآن.... تدوین قرآن.... قرآنی سوتوں آیات اور حروف کے متعلق عجیب معلومات.... حفظ قرآن کی اہمیت و فضیلت.... حفظ قرآن کیلئے اہم ضوابط.... تھوڑی مدت میں حفظ کرنے والے عشاق قرآن کے حالات و واقعات.... تلاوت قرآن کے فضائل.... عظمت برکت اور تاثیر کے حیرت انگیز واقعات اور ان جیسے معلومات قرآنی پر مشتمل بیسیوں عنوانات کے گرد گھومتی ایک ایسی پرسوز کتاب جو یقیناً حفاظ قرآن کیلئے تحفہ سے کم نہیں۔ آخر میں سلسلہ قراء رحیمیہ کی سند اور ان کے حیرت انگیز واقعات بھی شامل ہیں۔ جو پڑھنے والے کیلئے عشق قرآن پیدا کر دیتے ہیں اور آدمی میں حفظ قرآن کا شوق اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

بہترین سفید کاغذ قیمت-/150 روپے رعایتی قیمت-/90 روپے

ادارہ کی مطبوعہ درسی کتب بخاری شریف.... مسلم شریف.... ترمذی شریف.... ابوداؤد شریف.... ابن ماجہ سنن نسائی.... مسند امام اعظم.... شرح وقایہ اخیرین اور دیگر تمام درسی کتب اور شروحات دستیاب ہیں

الاشرف ٹرسٹ کی جانب سے مستحق طلباء کیلئے خصوصی تعاون اور رعایت کی جائے گی

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ چوک فوارہ ملتان

(061 540513 519240

Email:taleefat@mul.wol.net.pk Ishaq90@hotmail.com

ردقادیانیت پر علماء کرام کی سہ ماہی تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے ردقادیانیت پر تیاری کیلئے فارغ التحصیل علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

- 18 شوال 1425ھ سے سہ ماہی کلاس جاری کی جارہی ہے۔
- جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
- کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات وفاق المدارس پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جیدّ جداً میں سند یافتہ ہونے کے ساتھ میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- ان حضرات کو قیام وخوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائیگا
- ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے حضرات جو امتحان میں باصلاحیت معلوم ہوں انہیں حسب ضرورت مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات کا موقع دیا جاسکتا ہے۔
- جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔

تعلیم 18 شوال کو شروع ہو جائے گی

درخواست ورابطہ کیلئے

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122